ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲- دسمبر ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ چار آنے

نوائے عرفان

بحضور ربّ العزّت

★ عرفان زمینی ۔ مرڑیہ حسن ۔ راولپنڈی

تو جلوہ فگن ہو جس دل میں، وہ کشتی و ساحل کیا جانے
عشّاق ترے ہر مشکل میں تیرا ہی سہارا کرتے ہیں

آنکھوں سے اگر اوجھل ہے تو کیا ہر شے میں نمایاں ہے تو ہی
سورج میں چاند ستاروں میں، ہم تیرا نظارہ کرتے ہیں

عشّاق ترے لاتے ہی نہیں، خاطر میں گل و لالہ کو کبھی
کانٹوں کی چبھن کی ہر سسکی ہنس ہنس کے گوارا کرتے ہیں

ہم کو بھی وہی رفعت ہو عطا، جو تیرے غلاموں کو ہے ملی
ہر ایک قدم پر لاکھ ستم، جو ہنس کے گوارا کرتے ہیں

حیدرِ کرارؓ

(ح) حضرتِ عثمانؓ کے اے جانشین و غمگسار
زندگی تیری تھی ساری دین و ملّت پر نثار

(ی) یارِ غارِ مصطفٰےؐ کے تم مشیرِ خاص تھے
سرورِ کونینؐ کے تھے بے گماں تم رازدار

(د) دھر میں تیری شجاعت کے ہیں چرچے چار سُو
مرتبہ تیرا بڑا ہے اور عالی ہے وقار

(ر) رن میں تجھ کو دیکھتے ہی کانپ جاتے تھے عدو
وار تیرا کوئی بھی خالی نہ جاتا زینہار!

(ک) کر دیا دنیا میں روشن نام تو نے دین کا
اہلِ باطل پر چلائی جب کہ تو نے ذوالفقار

(ر) راہِ حق میں کر دیا قربان تو نے مال و جان
بے شبہ ہیں دینِ حق پر تیرے احساں بے شمار

(ا) اہلِ باطل کے لئے تم تھے مثالِ شیرِ نر
اہلِ حق کے واسطے ہو باعثِ صد افتخار

(ر) رحمتِ عالمؐ کا تو بھائی بھی ہے داماد بھی
فاتحِ خیبر بھی ہے تُو، اور شیرِ کردگار

نور محمد انور ۔ کالاباغ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

فون ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۳۰

اسلام اور نصرانیت

مسلمان تو مسلمان ہیں۔ مخالفین اسلام بھی مجبور ہیں۔ کہ قرآن پاک کی عظمت کے سامنے جھک جائیں۔ اور اس کی حقانیت کو تسلیم کریں۔ بے آب و گیاہ ریگستان عرب میں بسنے والی بے سروسامان قوم جس کا نہ اپنا سکہ ہے نہ اسلحہ سازی کا کارخانہ۔ نہ اس بدو قوم کے افراد نے بیرونی ممالک میں جاکر فنی یا حربی تربیت حاصل کی ہے اچانک اپنی ہمسایہ متمدن ترقی یافتہ اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے عربوں کے مقابلہ میں روس و امریکہ کی سی طاقت رکھنے والی باجبروت حکومتوں اور باسطوت سلطنتوں سے ٹکر لیتی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ پہلے معرکہ ہی میں پس کر دنیا سے نیست و نابود ہو جائے وہ سب پر غالب آتی اُن کی راجدھانیوں پر قبضہ کرتی اور وہاں عادلانہ نظام قائم کر دیتی ہے۔ اور پھر وہ دشمن اور مفتوح اقوام اُن کے زیرِسایہ وہ آرام محسوس کرتی ہیں جیسے آگ سے نکل کر باغ و راغ نصیب ہو جائے۔ وہ مسلمانوں سے غلط ملط ہوتے اور ان کی تعلیمات اور اخلاق کو دیکھنے سے اس دین کی عاشق اور اس کی داعی بن جاتی ہے
مخالفینِ اسلام اس خلافِ عقل اور مافوق العادت امور کے مجموعہ کو قرآنی تعلیمات کا معجزہ قرار نہ دیں تو اور کیا کریں۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کے تراجم کرلئے اور اس کی تشریحات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اور آپؐ کے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل میں سمجھنے کی کوشش کی۔ صداقت کو مان کر بھی وہ منکر کے منکر ہی رہے۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردوں نے ان کی بینائی و شنوائی، بلکہ دانائی پر مہر لگا دی۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

نصاریٰ جو یہود اور مشرکین کی نسبت اسلام سے زیادہ قریب تھے اور اُن کے وفود نے بلکہ خود شاہِ حبشہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی صداقت وحقانیت کا اقرار بھی کر لیا اور مؤخر الذکر کو دولتِ ایمان بھی نصیب ہوئی۔ مگر افراد کے سوا چاہے وہ ہزاروں ہوں اور عرب کے قبائلِ منتصرہ (نصرانی ہو جانے والی عرب قوموں) کے سوا عام نصرانیوں نے اسلام سے مقابلہ کی ٹھان لی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مقدس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو پہلے سے آگاہ فرمادیا تھا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔

(یعنی یہود و نصاریٰ آپ سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے۔ جب تک آپ اُن کے دین کی پیروی قبول نہ کرلیں۔

قرآن پاک کی بیان کردہ ہر بات حقیقت اور پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔ وہ اپنے اندر لازوال صداقت رکھتی ہے۔ اس لئے ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ جو لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ نصرانی ہم سے واقعی خوش ہیں۔ وہ یا تو غلط سمجھے ہیں یا پھر ان کے اپنے ایمان کی خیر نہیں ہے ــــ!

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو اپنی پوری تاریخ میں صلیبی جنگوں سے نجات نہیں ملی۔ یہاں تک کہ جب نصاریٰ اور دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں، حیلہ سازیوں اور عیّارانہ منصوبوں سے اہلِ اسلام کے اندر سے اسلامی صلابت ختم ہوگئی اور وہ اسلام کے ہر چھوٹے بڑے حکم پر حسن ذوق و شوق سے عمل کرتے اور اس دین کی بقاء کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگانا عین سعادت سمجھتے تھے وہ اہمیت آہستہ آہستہ کر کے اغیار نے دلوں سے نکال دی تو پھر دوسری روباہ بازیوں سے پچھلی دو صدیوں میں آہستہ آہستہ ان کے اکثر ممالک ہتھیا لئے اور باقی کو ریشہ دوانیوں یا مسلسل جنگوں سے کمزور کر دیا۔

یہ دو صدیاں نصرانیوں کی عروج اور مادی ارتقاء کی ہیں۔ مگر جب سے شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان جیسے افراد نے اسلام کا صور پھونکا۔ سیّد جمال الدین افغانی جیسے اتحاد اسلام کے داعی سامنے آئے۔ اور پھر حضرت مولینا محمود حسنؒ صاحب دیوبندی شیخ الہند حضرت مولانا عبیداللہؒ صاحب سندھی نے ہندوستان میں۔ سعد زغلول پاشا نے مصر میں۔ غازی عبدالکریم مجاہد ریف نے (مراکش) میں پیدا ہو کر اپنی مساعی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دیں۔ عالمِ اسلام نے ایک بار پھر خوابِ غفلت سے جاگ کر کروٹ لی۔ انہی پاک نفوس کی مساعی مشکورہ کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان، مصر، شام، مراکش، انڈونیشیا وغیرہ اسلامی ممالک بالکل خودمختار اور آزاد ہیں۔

نصرانیوں کی حرکاتِ مذبوحی

پچھلے پچاس سال کی زبردست جدوجہد آزادی میں جب اقوامِ مسلطہ کو لینے کے دینے پڑ گئے اور وہ مجبور ہو گئیں کہ محکوم ممالک سے بھاگ جائیں۔ تو انہوں نے اس کو آزادی دینے کے خوشنما الفاظ سے تعبیر کیا اور ابھی بھی وہ اپنی روایتی روباہ بازی سے باز نہ رہیں۔ انہوں نے محکوم ممالک کو چھوڑتے وقت وہاں بالو کشت و خون کا سامان پیدا کیا۔ آزادی ہند کی ابتداء اور آج کل کا کانگو اس کے شاہدِ عدل ہیں یا پھر جاتے جاتے ان ملکوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ تاکہ ان کو آپس میں کسی وقت لڑایا جا سکے۔ چنانچہ پاکستان آزاد ہوا تو کشمیر کے خطہ کو متنازع فیہ بنا دیا گیا۔ مصر کو آزادی دی تو سوڈان علیحدہ کر دیا۔ شام سے لبنان کاٹ دیا۔ اسی طرح مراکش کو فرانس نے آزادی دی تو مراکش کے ایک حصہ موروطونیہ کو اپنے پاس رکھا۔ بلکہ اب اس کو علیحدہ آزاد کیا۔ چنانچہ اب موروطونیہ کا مسئلہ مراکش اور فرانس میں خطرناک آویزش کا سبب بنا ہوا ہے۔ (باقی صفحہ ۹ پر دیکھئے)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی کے جانور کی صفات

عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ فقال اربعا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها و المریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی رواہ مالک واحمد والترمذی و ابوداؤد والنسائی وابن ماجة والدارمی۔

ترجمہ:۔ حضرت براءؓ بن عازب کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ کون سا جانور قربانی کے لائق نہیں ہے۔ آپ نے چار انگلیاں... اٹھا کر کہا۔ کہ چار جانور قربانی کے لائق نہیں ہیں۔ ایک لنگڑا۔ جس کا لنگ ظاہر ہو۔ اور چل نہ سکے۔ دوسرا کانا۔ کہ اس کا کانا پن ظاہر ہو۔ تیسرا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔ اور چوتھا دُبلا۔ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

وعن ابی سعید قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یضحی بکبش اقرن فحیل ینظر فی سواد و یاکل فی سواد و یمشی فی سواد رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی وابن ماجة۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فربہ سینگدار دُنبہ، کی قربانی کیا کرتے تھے۔ جو سیاہی میں دیکھتا تھا۔ یعنی اس کی آنکھوں کا حلقہ سیاہ تھا۔ اور کھاتا تھا سیاہی میں۔ یعنی اُس کا منہ سیاہ تھا۔ سیاہی میں چلتا تھا۔ یعنی اُس کے پاؤں بھی سیاہ تھے۔

قربانی کے جانور کی عمر کا بیان

عن ابی ھریرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نعمت الاضحیة الجذع من الضان رواہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ کہ قربانی کے لئے دُنبہ کا جذع بہتر ہے۔ یعنی دنبہ چھ ماہ کا بچہ۔

قربانی کا ثواب

عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم و انه لیاتی یوم القیمة بقرونها و اشعارها و اظلافها و ان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا رواہ الترمذی وابن ماجة۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ ابن آدم (انسان) نے قربانی کے دن کوئی عمل ایسا نہیں کیا۔ جو خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو۔ خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے۔ اور قیامت کے دن وہ ذبح کیا ہوُا جانور آئے گا اپنے سینگوں، بالوں اور کھُروں کے ساتھ۔ اور قربانی کا خون اس سے پہلے کہ زمین پر گرے۔ خدا کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ پس تم قربانی کر کے اپنے دلوں کو خوش کرو۔

نماز سے پہلے قربانی نہ کرو

عن جندب ابن عبد اللہ قال شهدت الاضحی یوم النحر مع رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم فلم یعد ان صلی و فرغ من صلوته و سلم فاذا هو یری لحم اضاحی قد ذبحت قبل ان یفرغ من صلوته فقال من کان ذبح قبل ان یصلی او نصلی فلیذبح مکانها اخری وفی روایة قال صلی النبی صلی اللہ علیه وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح وقال من کان ذبح قبل ان یصلی او نصلی فلیذبح اخری مکانها و من لم یذبح فلیذبح بسم اللہ متفق علیه۔

ترجمہ:۔ حضرت جندبؓ بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ میں عید قربان یعنی قربانی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ ابھی آپ پوری طرح نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے۔ یعنی ابھی خطبہ نہ پڑھا تھا کہ آپ نے قربانیوں کا گوشت دیکھا۔ جو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ذبح کی گئی تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ جس شخص نے اس سے پہلے کہ نماز سے فارغ ہوں ذبح کیا۔ یا یہ فرمایا کہ ہم نماز سے فارغ ہوں۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن۔ پھر خطبہ پڑھا پھر قربانی کی اور فرمایا۔ کہ جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کی ہے۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اللہ کا نام لے کر قربانی کرے۔

قربانی کے دن

عن نافع ان ابن عمر قال الاضحی یومان بعد یوم الاضحی رواہ مالک و قال بلغنی عن علی ابن ابیطالب مثله۔

ترجمہ:۔ حضرت نافعؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا۔ کہ قربانی کے دو دن ہیں یوم نحر کے بعد۔ یعنی دسویں تاریخ کے بعد دو دن تک قربانی کی جا سکتی ہے۔

قربانی کا بیان

عن ابن عمر قال اقام رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم بالمدینة عشر سنین یضحی رواہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مدینہ میں دس برس تک رہے۔ اور ہر سال قربانی کرتے تھے۔

خُطبۃ یوم الجمعۃ ۵ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

دعویٰ: بارگاہِ الٰہی سے کن لوگوں کو دوزخ میں ہمیشگی کا عذاب ہوگا

قرآن مجید سے اس دعوے کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَ ہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷ پ ۲)

ترجمہ:- اور جو تم میں اپنے دین سے پھر جائے۔ پھر کافر ہی مر جائے پس یہی وہ لوگ ہیں۔ کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی دوزخی ہیں۔ جو اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کی واضح مثال

وہ لوگ ہیں۔ جو انگریز کی حکومت کے زمانہ میں کسی طمع اور لالچ کی بناء پر شدھ ہو جاتے تھے۔ اللّٰھم اعذنا منہ۔

حاصل

اس آیت کا یہ ہے۔ کہ جو مسلمان اسلام کا انکار کرکے کافروں کے کسی مذہب میں داخل ہو گیا۔ اس کی سب نیکیاں بھی ضائع ہو جائیں گی۔ اور ایسے لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

دُوسرا شاہد

بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۹ پ ۱)

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا۔ اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔

شیخ الہند کا حاشیہ

حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے

ہیں:- "گناہ کسی کا احاطہ کر لیں۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ گناہ اس پر ایسا غلبہ کر لیں۔ کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو۔ کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو۔ حتٰی کہ دل میں ایمان و تصدیق باقی ہو گی۔ تو بھی احاطہ مذکور محقق نہ ہو گا۔ تو اب کافر ہی پر یہ صورت صادق آ سکتی ہے۔

تیسرا شاہد

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہونگے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو (بد نصیب) لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کے تسلیم کرنے سے انکار کریں گے۔ الٹا ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل کئے جائیں گے۔

ایک مثال ملاحظہ ہو

کہ ایک براتیوں سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب کہا کرتے ہیں۔ کہ دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا ہندوانہ رسم کی پابندی ہے۔ اور اسراف ہے۔ جو کہ گناہ ہے۔ دُوسرا کہتا ہے۔ (پنجابی میں) "اوئے جھلیا۔ ایہہ مولویاں دیاں گلاں نیں۔ اسی کوئی مولوی آں"۔ یہ کہنا شریعت کو جھٹلانا ہے شریعت کی پابندی علماء کے لئے لازم ہے۔ ویسی جاہلوں کے لئے بھی ہے۔

چوتھا شاہد:

وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا ۪ وَ لَہٗ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲ پارہ ۴)۔

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ اور اس کی حدوں سے نکل جائے۔ اسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔

حاصل

کہ جو شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اور جو حدود انسان کو اختیارات کی دی گئی ہیں۔ ان سے تجاوز کر جائے گا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے انسان کو مجبور و مامور کر دیا ہے۔ کہ کسی عورت سے زن و شوہر کے تعلّقات نہ رکھے جب تک اس عورت سے باقاعدہ گواہوں کے روبرو نکاح نہ کرے۔ اب اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح گواہوں کے رُوبرو کرنے کے بغیر میاں بیوی کا سا تعلق رکھ لے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔ اگر وہ شادی شدہ تھا۔ تو اُسے رجم یعنی سنگسار کرکے جان سے مار دیا جائے گا۔ اور اگر عورت بھی شادی شدہ یہ جرم کرے گی۔ تو اُسے بھی سنگسار کر دیا جائے گا۔

کیونکہ

اللہ تعالیٰ اپنی تجویز کردہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو زندہ رکھنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ زنا کرنے والے بدمعاش ہیں۔ خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔

اگر

ایسے بدمعاشوں کو معاف کر دیا جائے تو یہ مرض بڑھتا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے باعث طرح طرح کے عذاب آئیں گے۔ مثلاً کبھی ہیضہ پھوٹ پڑے گا اور کبھی طاعون آجائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللّٰھم اعذنا من ھٰذہ العیوب۔

پانچواں شاہد

وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ

نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

حاصل

کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔ اس میں وہ مجرم ہمیشہ رہے گا۔ اور اس قاتل پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

جاہل

اور ناخواندہ لوگ اس قسم کا ارتکاب اکثر کرتے ہیں۔ اور اسے اپنی بہادری خیال کرتے ہیں۔ کہ دشمن کو مارا۔ اور اگر ثابت ہو جائے۔ تو حکومت اُسے پھانسی دیگی۔ لیکن اس کے پھانسی پر چڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی سزا باقی رہے گی۔ اور وہ سزا ابدی دوزخ ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

چھٹا شاہد

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۴ پ ۸)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں نے احکام الٰہی کی پرواہ نہ کی۔ اور ان کے تسلیم کرنے میں اپنی کسرشان سمجھی۔ وہ بھی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

مثلاً ایک میراثی کسی چوہدری کے متعلق کوئی نازیبا لفظ کہہ دیتا ہے۔ اور چوہدری غصہ میں آ کر اس کی پگڑی اتار کر اس مسکین میراثی کو دس جوتے مارتا ہے۔ اب ایک عالم کو یہ اطلاع ملتی ہے۔ کہ چوہدری نے خلاف شریعت قدم اٹھایا ہے۔ حد سے حد۔ اگر اس میراثی نے جو نازیبا لفظ کہا تھا تم اس کو کہہ دیتے۔ مگر تمہیں خود فیصلہ کر کے اس مسکین کو جوتے مارنے کا کیا حق تھا۔ عالم یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ وہ اس چودھری کو دس جوتے مارے۔ اب چودھری اکڑتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں اس فیصلہ کو نہیں مانتا۔ یہی تکبر ہے جس کے باعث وہ متکبر دوزخ میں ڈالا جائیگا حالانکہ دونوں مسلمان ہیں۔ یعنی میراثی بھی مسلمان اور چودھری بھی مسلمان ہے۔ لیکن حکم شریعت کے ماننے سے چودھری کو تکبر مانع آ رہا ہے۔ یہی تکبر اسے دوزخ دکھائیگا۔

ساتواں شاہد

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ (سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰)

ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

غور کیجئے

کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو دوزخ کے ہمیشہ کے عذاب میں کافروں کے ساتھ اکٹھا کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منافق اگرچہ بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اندر سے کافروں کی طرح دشمن اسلام ہوتے ہیں۔ البتہ کفر کی سزا سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ ان لوگوں کے اندرونی کفر کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے سزا بھگتنے میں کافروں کے ساتھ شامل کر رہا ہے۔

اللّٰھمّ اعذنا منھم

آٹھواں شاہد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور اُن پر ذلت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ کیونکہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

جو لوگ دُنیا کی زندگی میں بُرے کام کر کے جائیں گے۔ ان کو سزا بھی بُری ملیگی اور ان کے مونہوں پر ذلت چھائی ہو گی۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ گویا کہ اُن کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چھائے ہوئے ہوں گے۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔

نواں شاہد

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ○ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَـُٔـوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○ (سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کی نیکیوں کا پلّہ ہلکا ہو گا اور برائیوں کا پلّہ بھاری ہو گا۔ ان لوگوں نے دُنیا میں آ کر اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اُن کے مونہوں کو آگ جھلس دیگی اور وہ دوزخ میں بدشکل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا۔ کیا تم پر میری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ پھر تم ان آیات الٰہی کو جھٹلاتے تھے۔ وہ جواب دیں گے۔ اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم واقعی گمراہ تھے۔ اے اللہ! ہمیں دوزخ سے نکال۔ پھر اگر ہم نے وہی گناہ کئے۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ذلیل ہو کر اسی دوزخ میں رہو۔ مجھ سے بولو مت۔

دسواں شاہد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ٥ (سورۃ التغابن ع۲ پ۲۸)

ترجمہ:- اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ بڑی تکلیف دِہ جگہ ہے۔

حاصل

جن لوگوں نے احکام الٰہی تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور وہ دوزخ حد درجہ کی تکلیف دِہ جگہ ہے۔ اللّٰھمّ احفظنا منہ۔

گیارھواں شاہد

وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ٥ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ٥ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ٥ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ٥ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ٥ (سورۃ الواقعہ ع۳ پ۲۷)۔

ترجمہ:- اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے۔ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے۔ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کے جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا۔ تو اس کی مہمانی (جہنم کا کھولتا ہوا پانی ہوگا۔) اور جہنم کا داخلہ ہوگا۔ اور یہ بالکل سچی اطلاع ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ یا ارحم الرّاحمین بفضلک و منک وکرمک یا ارحم الرّاحمین ٥

جامعہ مدنیہ شورکوٹ روڈ جنکشن

جامعہ ہذا ضلع جھنگ کی ایک مشہور دینی درس گاہ ہے۔ جس سے بیسیوں بچے بچیاں فائدہ حاصل کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی کا بھی انتظام ہے۔

جامعہ اور متعلقہ مسجد کا کچھ حصہ تاحال زیرِ تعمیر ہے۔

اہلِ ثروت و جماعتی حضرات اپنے خصوصی عطیات میں جامعہ کو فراموش نہ فرمادیں۔

المعلن:- محمد اکرم قادری الاشعری جامعہ مدنیہ شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۴ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تعلیم و تزکیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى   اَمَّا بَعْدُ

پہلی چیز یہ ہے کہ ہر ایک نشست میں چونکہ نئے نئے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک لمبی حدیث بارہا سُنا چکا ہوں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اگر نیک نیتی سے آئیں گے تو سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو فرائض انجام دیتے ہیں۔ یعنی تعلیم بھی دیتے ہیں اور تزکیہ بھی فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ (سورۃ الجمعہ پ۲۸ آیت ۲)۔

ترجمہ:- وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے چار فرض تھے (۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفوس (۳) تعلیم کتاب اور (۴) تعلیم حکمت۔

تعلیم کے معنی ہیں احکام الٰہی کا مطلب سمجھانا اور بندوں تک پہنچانا اور تزکیہ نفس یہ ہے کہ ان کو امراض روحانی سے شفا دلانا یا پاک کرنا چنانچہ آپ کو معلوم ہے پانچ چھ جمعرات سے میں نے تزکیہ نفس کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اگر امراض روحانی کا پتہ چلے گا۔ تو علاج کرائے گا۔ انسان اگر ان امراض روحانی سے شفایاب ہوکر مریگا تو جنّت کا دروازہ کھل جائیگا اور قبر کو بہشت کا باغ بنوائے گا۔ اگر خدانخواستہ امراض روحانی میں مبتلا رہا تو قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان امراض روحانی سے شفایاب ہوکر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ان امراض روحانی کی تفصیل بارہا عرض کر چکا ہوں۔ ریا، حسد، کبر، عجب، بخل، اسراف، وغیرہ مہلک امراض ہیں۔ دنیا میں ان امراض سے شفا حاصل کرنے اور مرتے دم تک سنبھالنے کی کوشش کریں۔ بندگی کے معنی صرف نماز روزہ نہیں بلکہ امراض روحانی سے شفایابی کیلئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منشاء الٰہی کے ترجمان ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ٥ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے بطور وحی نازل کیا جاتا ہے ـــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اپنی امّت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ چھوٹے شرک کا ہے صحابہؓ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ چھوٹے شرک سے آپ کی مراد کیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا اَلرِّیَاءُ۔ یعنی دکھلاوا اسی طرح کبر کے معنی آپ نے فرمایا ہے بطر الحق وغمط النّاس۔ ترجمہ (حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ عجب کے معنی خود پسندی اور حسد کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ترجمہ:- بیشک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

اگر اب بھی مسلمان کہلا کر متنبہ نہ ہوں اور غور نہ کرو تو قیامت آنیوالی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک حدیث بھی محفوظ ہے۔

دینی تعلیم تو مدارس عربیہ دیتے ہیں لیکن تزکیہ نفس صوفیائے کرام کی صحبت میں رہ کر ہوتا ہے وہ بتلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو یوں یاد کرو۔ پھر وہ دیکھتے ہیں کہ سبق پک گیا ہے یا نہیں وہ عملاً تزکیہ نفس کراتے ہیں سمجھاتے ہیں پکواتے ہیں اور آگے چلاتے ہیں۔ کتاب و سنّت کے مطابق صحیح معنوں میں تزکیہ نفس کرانے والے صوفیائے کرام کہیں کہیں ملتے ہیں الہ آباد میں ہندو مسلم اتحاد کیلئے نمائندگان جمع ہوئے تھے انہیں مسلمانوں کے نمائندے بھی تھے اور ہندوؤں کے بھی۔ لاہور والوں نے مولانا ظفر علیخاں مرحوم اور مجھے بھیجا تھا۔ میں وہاں گنگا اور جمنا کے اتصال پر سیر کرنے کیلئے گیا تو میں نے جا کر دیکھا کہ ننگے ننگے دھڑنگ سادھو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہندو عورتیں آتی ہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں لڈو اتنا کہ اندازہ نہ ہوتا ہے

یہ ان کا تصوف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کیا ہوا اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک رہیگا مگر جب تک کوئی ہادی نہ سمجھائے پتہ نہیں لگتا کسی زمیندار کے بیٹے کو کسی جولاہے یا ترکھان کیساتھ بٹھا دیجائے تو وہ کہیگا کہ میں کمی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں یہ میری بے عزتی ہے اگرچہ وہ کمی جولاہا یا ترکھان حلال کمائی کر کے ہی کیوں نہ کھاتے ہوں موچی جولاہا یا ترکھان کیساتھ کھانا کھانا توہین سمجھتے ہیں یہ کبر ہے یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ شیطان ایسا لعین ہے کہ ہر نیک کام میں ریاء لاتا ہے۔ مجھ پر بھی حملے کرتا ہے میں نے اپنے شیخ سے تربیت پائی ہے لا کی تلوار سے مشق کرائی جاتی ہے جب کبھی زوردار تقریر کر رہا ہوتا ہوں تو یہ حملہ کرتا ہے تو لا کی تلوار سے اسکی گردن کاٹ دیتا ہوں۔ یہ چیزیں کتابوں میں نہیں ہیں صوفیائے کرام کی صحبت میں تربیت کی جاتی ہے۔ ہادی سکھاتا ہے خدا تعالیٰ کے ہاں دین پیارا ہے۔ وہ موچی بھی نیک ہو اور تم اس سے زیادہ گنہگار ہو۔ کئی ہفتوں سے عرض کر رہا ہوں کہ تزکیہ مدارس عربیہ میں بھی نہیں ہوتا۔ وہاں تعلیم ہوتی ہے تزکیہ نہیں ہوتا ایک منٹ میں حدیث شریف پڑھی ترجمہ کیا اور آگے بڑھ گئے جب میں مولانا عبید اللہ سندھی سے حدیث شریف پڑھا کرتا تھا تو تین آدمی بہت تیز پڑھتے تھے عشاء کی نماز سے صبح تک بیس تیس صفحے پڑھ جاتے تھے۔ علماء کرام ایک منٹ میں حدیث کا ترجمہ پڑھا دیتے ہیں مگر میں آپ کو سبق پکوانے کیلئے کتنے عرصے سے کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے ابتک یقین نہیں ہے کہ آپکو یہ سبق پک گیا ہوگا۔ کسی نے فارسی میں کہا ہے۔

مدت ہا باید کہ تا خون شیر شود

چونکہ نفس کی پلیدیوں کا سالہا سال تک پتہ نہیں چلتا اسلئے آدمی کے ٹھیک ہونے کیلئے مدت مدید چاہیئے۔ ہوتا تو یہ چاہیئے کہ یہ شخص اگرچہ جولاہا ہے شاید مجھ سے نیک ہو۔ جولاہا ہونیکی وجہ سے کسی کو ذلیل سمجھنا کبر ہے۔ بیاہ شادیوں میں محض ناموری کیلئے بیجا فضول خرچ کرتے ہیں یہ اسراف بھی ہے اور ریاء بھی۔ خدا کے رزق کو بیکار ضائع کرنا گناہ ہے جہاں خرچ کرنا ضروری ہو، وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہے اور یہ بھی گناہ ہے۔ امراض بتلا رہا ہوں اور شفایابی کا طریقہ سکھلا رہا ہوں۔ بعض آدمی کسی کی توہین کرنے کیلئے اس کے اچھے کام کو سراہنے کی بجائے تنقید کرتے ہیں یہ حسد ہے اور حسد کے متعلق حضورؐ کا ارشاد بارہا عرض کر چکا ہوں کہ حسد نیکیوں کو اسطرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ میری کوشش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو ان امراض سے شفایاب فرمائے اگر دنیا میں شفایاب نہ ہوئے تو ان امراض کیوجہ سے جو بھی گناہ سرزد ہونگے انکی اللہ تعالیٰ جو بھی سزا مقرر کریگا وہ بھگتنی پڑیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری الذمہ ہیں وہ سب بتلا چکے ہیں کتاب و سنت محفوظ ہے۔ ان امراض پر علماء کرام کی صحبت میں عبور تو ہوتا ہے اور علماء کرام دین سمجھاتے ہیں مگر صوفیائے عظام دین کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ ان امراض سے شفا پانے کا نام ہے تزکیہ ـــ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتا ہے تو شیطان آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے اُذْکُرْ کَذَا۔ اُذْکُرْ کَذَا۔ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ شیطان ہر نیک کام میں ریاء لاتا ہے۔

جلسوں میں نعت خوان نعت پڑھتے ہیں۔ اگر تربیت یافتہ ہوگا۔ تو لوگوں کی واہ واہ سے دل میں پھولا نہ سمائے گا۔ کہ میری نعت پہنت پسند کی جا رہی ہے۔ اگر تربیت یافتہ نہیں ہے اور شیطان کے وار کو نہ روکا تو ریا کا شکار اور شرک میں مبتلا ہو جائیگا۔ پتہ بھی نہیں چلے گا۔ بچھو اور بھڑ ہے کہ ڈنک مارتا اور چیز ہے۔ مولانا حسین علی صاحبؒ واں بھچراں والے کامل تھے۔ میرے دونوں حضرات کے وصال کے بعد بہاولپور اور سندھ بھی خالی ہے۔ پیرزادے تو بہت ہیں۔ زردے پلاؤ کھانیوالے مریدوں سے نذرانے وصول کرنے والے بہت ہیں مگر رنگ چڑھانے والا کامل کوئی نہیں ہے۔ لاہور میں کتنے عالم ہیں جو ان باتوں سے اپنے متعلقین کو آگاہ کرتے ہیں دیہات کے لوگوں کو ان امراض روحانی کی اطلاع نہیں ہے شہری جو یہاں آتے ہیں انکو اطلاع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امراض سے شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنَ النَّارِ۔

بقیہ

اسلام اور نصرانیت

(ص۳ سے آگے)

مراکش کا ایک ثقافتی وفد دنیا میں دورہ کر رہا ہے۔ اس کے لیڈر نے طہران (ایران) میں یہ بتایا کہ اقوام متحدہ نے اگر مورد طینہ کا فیصلہ نہ کیا۔ تو مراکش اس کے لئے جنگ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ اور اس طرح مورد طینہ فرانس کے لئے دوسرا الجزائر بن جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے۔ اور افرانی اقوام کو چار و ناچار ان کے ملکوں کو خالی کرنا پڑیگا۔ لیکن بعد از خرابیٔ بسیار۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی مشکلات آسان فرمائے۔ بہرحال نصرانی قوم کے بارہ میں یہ سمجھنا کہ ہمارے جلیبانی ہوئے بغیر ہم سے راضی ہو جائیگی ـــ

ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمان ملکوں سے مادی مفاد اور اپنی مقامی ضرورتوں کے تحت معاہدات کریں اور مسلمانوں کو بھی ان سے ہر طرح معاہدات کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن ان کو راضی کرنے کی سعی کرنا یا یہ سمجھنا کہ وہ ہم سے ایمان چھینے بغیر ہم سے دلی طور پر راضی اور مطمئن ہو جائیں ناممکن ہے۔ وَدُوْنَهٗ خَرْطُ الْقَتَادِ۔

بقیہ: حقیقت تفکر ص۱۲ سے آگے

ترجمہ:- بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں۔ اور آسمان پر کہ کیسا اس کو بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اور زمین پر کہ کیسی صاف بچھائی ہے۔ سو تو سمجھائے جا، تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے۔

یعنی تعجب ہے کہ ان چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکیمانہ انتظامات کو نہیں سمجھتے۔ جس سے بعث بعد الموت پر اس کا قادر ہونا اور عالم آخرت کے عجیب و غریب انتظامات کا ممکن ہونا سمجھ میں آجاتا ہے۔

ان چیزوں کی تخصیص بقول ابن کثیرؒ اس لئے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے تھے۔ اس وقت ان کے سامنے زیادہ تر یہی چار چیزیں ہوتی تھیں۔ سواری میں اونٹ، اوپر آسمان، نیچے زمین، اردگرد پہاڑ۔ اس لئے ان ہی علامات میں غور کرنے کے لئے ارشاد ہوا ـــ!

پس یہ چاروں چیزیں ہمیشہ خیال میں رہتی ہیں۔ محققوں نے کہا ہے۔ کہ قرآن مجید میں اپنی نعمتوں کے یاد دلانے کے مقام میں ذکر، دلائل، وحدت ذات اور صفات کمال کا بیان فرمایا ہے۔ تاکہ انسان حرص و شہوت کا شکار نہ ہو اور دنیا کی الجھنوں میں پھنس کر نہ رہ جائے۔ بلکہ ان چیزوں کے دیکھنے سے صانع کی حکمت دریافت کرے۔

جامع مسجد رحیم یارخاں کی امامت کا تنازعہ

مولوی محمد منظور احمد کو مسجد سے زبردستی نکال دیا گیا

رحیم یارخاں۔ ۱۱ اکتوبر۔ رحیم یارخاں کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے موقعہ پر ہنگامہ ہو گیا۔ جب کہ مبلغ اسلام مولوی منظور احمد صاحب امامت کیلئے آگے بڑھے۔ مگر کچھ لوگوں نے زبردستی انہیں فریضہ امامت سے باز رکھا اور مولوی منظور احمد صاحب کے بیان کے مطابق انہیں مسجد سے باہر نکال دیا گیا۔ مولوی صاحب کا استدلال ہے کہ ماضی میں انکے والد اس مسجد کے امام تھے اس بنا پر اب بھی امامت کا حق صرف مجھے ہی حاصل ہے کیونکہ میں "عالم دین" اور "مبلغ اسلام" بھی ہوں مگر کچھ دیگر اشخاص نے میرا یہ حق غصب کر رکھا ہے شہر کے کچھ لوگ اور افسران ضلع مولوی صاحب کے حامی ہیں اور انہوں نے محکمہ اوقاف کو اس سلسلہ میں ایک مراسلہ بھی بھیجا ہے

(کوہستان ۱۳ اکتوبر)

جناب الحاج عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

حقیقتِ تفکّر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (ایک گھڑی کا تفکّر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے)۔

قرآن شریف میں حق تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تفکّر، تدبّر اور نظر و اعتبار کا حکم دیا ہے۔ اور یہ سب تفکّر ہی میں داخل ہے۔ جب تک انسان تفکّر کی حقیقت اور کیفیت کو نہ جانے گا۔ اُس کو یہ پتہ نہ چلیگا کہ تفکّر کس چیز میں ہے۔ اور کیا ہے۔ اور اس کا کیا فائدہ ہے۔ تب تک وہ تفکّر کی فضیلت سے آگاہ نہ ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات میں فکر کر رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ فکر اس کی مخلوق میں کرو۔ اس کی ہستی میں تفکّر نہ کرو کیونکہ تم اس کی طاقت نہ لا سکوگے۔ اور اس کی قدر نہ پہچان سکوگے۔

لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ سے سوال کیا کہ یا روح اللہ! روئے زمین پر کوئی آپکا مثیل بھی ہے۔ فرمایا۔ ہاں ہے اور وہ ہے کہ جس کی تمام باتیں ذکر ہو اور اُس کی خاموشی سراسر فکر ہو۔ اور اس کی نظر بالکل عبرت ہو وہ میری مثل ہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اپنی آنکھوں کو بھی عبادت سے کچھ حصہ دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ وہ کس طرح یا رسول اللہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ قرآن شریف کے پڑھنے سے۔ اور اس میں تفکر کرنے سے اور عجائباتِ الٰہی سے عبرت حاصل کرنے سے۔

ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ دُنیا میں تفکّر کرنا آخرت کا حجاب ہے۔ اور آخرت میں تفکّر کرنے کا ثمرہ حکمت ہے اور دلوں کی زندگی ہے۔

حقیقتِ تفکّر

تفکّر کے معنی طلب علم ہے اور جو علم بدیہات سے معلوم نہو۔ اس کو ضرور طلب کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہے کہ آخرت دُنیا سے بہتر ہے تو وہ اسوقت تک نہیں جان سکتا۔ جب تک پہلے دو چیزوں سے واقف نہ ہولے۔ ایک تو جانے کہ باقی فانی سے بہتر ہے اور دوسری بات یہ کہ آخرت باقی ہے اور دُنیا فانی ہے۔ جب وہ ان دو اصلوں سے واقف ہو گیا تو پھر بالضرور یہ تیسرا علم کہ آخرت دُنیا سے بہتر ہے پیدا ہوگا۔ جب تک ان دو اصلوں کو دل میں حاضر نہ کیا جائے گا فرع پیدا نہ ہوگی۔

جاننا چاہیئے۔ کہ آدمی کو ظلمت و تاریکی میں پیدا کیا گیا ہے۔ اور جہل میں اُس کے لئے نور کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس ظلمت سے باہر نکلے اور اپنے کام کے راستہ پر چلے اور اس امر سے آگاہ ہو کر اُسے کیا کرنا چاہیئے اور کس راہ پر چلنا چاہیئے۔ دُنیا کی طرف یا آخرت کی طرف مشغول ہونا چاہیئے۔ یا حق تعالےٰ کے ساتھ۔ اور یہ امر سوائے نورِ معرفت کے ظاہر نہیں ہوتا۔ اور معرفت کا نور سوائے تفکّر کے پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خَلَقَ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَۃٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَیْھِمْ مِّنْ نُّوْرِہٖ۔ جس طرح کوئی شخص تاریکی میں عاجز ہو جاتا ہے اور راستہ نہیں چل سکتا اور وہ لوہے کو پتھر پر مارتا ہے تاکہ اس سے آگ کا نور ظاہر ہو اور وہ اس سے چراغ کو روشن کرلے۔ اور اس چراغ سے اُسکی حالت بدل جاتی ہے۔ یعنی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے۔ اور ہدایت و گمراہی میں تمیز کرنے لگتا ہے۔ اور پھر چلنا اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح یہ دو علم جو اصل ہیں۔ اُن کو جمع کرنا چاہیئے۔ تاکہ پتھر و لوہے سے جس طرح آگ پیدا ہوتی ہے۔ اُن سے تیسری معرفت پیدا ہو۔ اور تفکّر کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر مارنا۔ اور معرفت کی مثال اس نور کی سی ہے جو پتھر اور لوہے سے پیدا ہوتا ہے تاکہ اس سے دل کی حالت بدل جائے۔ اور جب حال بدل جاتا ہے تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہے۔ مثلاً جب دیکھا۔ کہ آخرت دُنیا سے بہتر ہے۔ تو پھر دُنیا کی طرف پیٹھ کرے گا۔ اور آخرت کی طرف متوجّہ ہوگا۔ پس تفکّر تین چیز دل کے لئے ہے۔ معرفت و حالت اور عمل۔ لیکن عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت تفکّر کی تابع ہے۔ پس تفکّر تمام نیکیوں کی اصل و کنجی ہے۔

عنواناتِ تفکّر

(۱) آسمان و زمین کی پیدائش (۲) دن اور رات کا اختلاف (۳) دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کا چلانا۔ (۴) آسمان سے بارش برسانا (۵) نباتات کا اگانا (۶) زمین پر حیوانات کا پھیلانا (۷) ہواؤں کا بدلنا (۸) ہزارہا من پانی کے بادلوں کو آسمان میں معلق کر کے رکھنا۔ موالید ثلاثہ۔ نباتات، حیوانات اور جمادات۔ بقول فیضیؔ ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ گوید

آسمان کے اس قدر وسیع ، اونچا اور بے ستون پیدا کرنے میں اور زمین کے اتنی وسیع اور مضبوط پیدا کرنے اور اس کے پانی پر پھیلانے میں اور رات و دن کے بدلتے رہنے اور ان کے گھٹانے اور بڑھانے میں اور کشتیوں کے دریا میں چلنے میں اور آسمان سے پانی برسانے اور اس سے زمین کو سرسبز اور تر و تازہ کرنے میں اور جملہ حیوانات میں اس سے توالد و تناسل نشو و نما ہونے میں اور جہات مختلفہ سے ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں کو آسمان و زمین میں معلّق رکھنے میں دلائلِ عظیمہ و کثیرہ ہیں۔

اُولُوا الاَلبَاب کون ہیں؟

عقلمند آدمی جب آسمان و زمین کی پیدائش اور اُن کے عجیب و غریب احوال و روابط اور دن رات کے مضبوط و محکم نظام میں غور کرتا ہے۔ تو اُس کو یقین کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ سارا مرتّب و منظّم سلسلہ ضرور کسی ایک مختارِ کل اور قادرِ مطلق فرمانروا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت و اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حد بندی کر رکھی ہے کسی چیز کی مجال نہیں کہ اپنے محدود وجود اور دائرہ عمل سے باہر قدم نکال سکے۔ اگر اس عظیم الشان مشین کا ایک پرزہ یا اس کارخانہ کا ایک مزدور بھی مالکِ علی الاطلاق کی قدرت و اختیار سے باہر ہوتا۔ تو مجموعۂ عالم کا یہ مکمّل و محکم نظام ہرگز قائم نہ رہ سکتا۔

عقلمند لوگ کسی حال خدا سے غافل نہیں ہوتے اسکی یاد ہمہ وقت انکے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے۔ جیسے حدیث میں رسول اللہؐ کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ۔

ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں کہ خداوندا! یہ عظیم الشان کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا جسکا کوئی مقصد نہ ہو۔ یقیناً ان عجیب و غریب

حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہوتا ہے گویا یہاں سے اُنکا ذہن تصوّر آخرت کی طرف منتقل ہو گیا۔ جو فی الحقیقت دُنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًاج (پ ۴ ع ۱۱)۔

ترجمہ:- وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں۔ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے! تُو نے یہ عبث نہیں بنایا۔

اس آیت سے معلوم ہُوا کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعاتِ الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہی محمود ہو سکتا ہے۔ جس کا نتیجہ خدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجّہ ہو۔ باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات کے تاروں میں اُلجھ کر رہ جائیں اور صانعِ قدرت کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں خواہ دُنیا اُنہیں بڑا محقق اور ... سائنسدان کہا کرے۔ مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوا الالباب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ پرلے درجہ کے جاہل اور احمق ہیں۔

تفکّر فی العلویات و سفلیات

آسمان و زمین اور ان دونوں کے درمیانی حصّہ کی کل حکومت صرف اسی رب العالمین کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ہوائیں چلانا، مینہ برسانا، قسم قسم کے پھول پھل پیدا کرنا، ہر زمین کی استعداد کے مطابق کھیتی اور سبزہ اُگانا یہ سب اسی کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے نشان ہیں۔ اسی ذیل میں مُردوں کا موت کے بعد جی اٹھنا اور قبروں سے نکلنا بھی سمجھا دیا جب خدا اپنی رحمت و شفقت سے رات کی تاریکی میں ستارے، چاند سورج سے روشنی کرتا ہے اور خشکی کے وقت زمین کو سرسبز و شاداب کرنے اور انسان و حیوان کی زندگی کا سامان مہیّا فرمانے کے لئے اوپر سے بارش بھیجتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا مہربان خدا اپنی مخلوق کو جہل و ظلم کی اندھیریوں سے نکالنے کے لئے کوئی چاند اور سورج پیدا نہ کرے اور بنی آدم کی روحانی غذا تیار کرنے اور قلوب کی کھیتیوں کو سیراب کرنے کے لئے بارانِ رحمت نازل نہ فرمائے۔ بلاشبہ اُس نے ہر زمانہ کی ضرورت اپنی حکمت کے موافق پیغمبروں کو بھیجا۔ جن کے منوّر سینوں سے دُنیا میں روحانی روشنی پھیلی اور وحئ الٰہی کی لگاتار بارشیں ہوئیں۔ بارش اور زمین کی مثال میں اشارہ کیا گیا۔ کہ مختلف زمینیں اپنی اپنی استعداد کے موافق بارش کا اثر قبول کرتی ہیں۔ اسی طرح سمجھ لو۔ کہ انبیاء علیہم السلام خیر و برکت لے کر آتے ہیں۔ اس سے فائدہ اُٹھانا بھی حُسنِ استعداد پر موقوف ہے۔ جو لوگ اِن سے نفع حاصل نہیں کرتے یا پورا فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اُنہیں اپنی نالائقی پر رونا چاہیئے۔ یہی حال قرآنِ کریم کا ہے جو بارانِ رحمت ہے ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

زمین اور بارش کے پانی کے ملنے سے جو سبزہ نکلتا ہے اس میں آدمی اور جانوروں کی خوراک رَلی مِلی ہوتی ہے۔ مثلاً گیہوں کے پودے میں دانہ ہے جو انسان کی غذا بنتی ہے اور بھوسہ بھی ہے جو جانوروں کی خوراک ہے اسی طرح درختوں میں پھل اور پتّے لگتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے کھانے والے علیحدہ ہیں۔ مختلف رنگوں اور شکلوں کی نباتات نے زمین کو پُر رونق اور مزیّن کر دیا اور کھیتی وغیرہ ایسی تیار ہو گئی۔ کہ مالکوں کو کامل بھروسہ ہو گیا۔ کہ اب اس سے پورا فائدہ اٹھانے کا وقت آ گیا ہے۔ ناگہاں خدا کے حکم سے دن میں یا رات میں کوئی آفت پہنچی۔ مثلاً بگولا آ گیا یا اولے پڑ گئے یا ٹڈی دَل پہنچ گیا۔ اس نے تمام زراعت کا ایسا صفایا کر ڈالا۔ گویا کبھی یہاں ایک تِنکا بھی نہ اُگا تھا ٹھیک اسی طرح حیاتِ دُنیا کی مثال سمجھ لو خواہ کتنی ہی حسین اور تر و تازہ نظر آئے۔ حتّٰی کہ بیوقوف لوگ اس کی رونق و دلرُبائی پر مفتوں ہو کر اصل حقیقت کو فراموش کر دیں۔ لیکن اسکی یہ شادابی اور زینت و بہجت محض چند روزہ ہے جو بہت جلد زوال و فنا کے ہاتھوں نَسیًا منسیًا ہو جائے گی۔

زمین و آسمان کا نظام ایسا درست اور استوار بنایا ہے۔ جسے دیکھ کر لامحالہ یقین کرنا پڑتا ہے۔ کہ تمام کا سلسلہ صرف ایک ہی مالک و مختار کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے اگر کئی با اختیار خداؤں کے ہاتھوں میں باگ ہوتی تو یہ محکم انتظام و انضباط اتنی مدّت تک ہرگز قائم نہ رہتا۔ ضرور آپس میں ٹکرّ ہو جاتی۔ بلکہ کئی آزاد خداؤں کی کشمکش باہمی سرے سے اس نظامِ عالم کو موجود ہی نہ ہونے دیتی۔ عُلویات و سفلیات کا انتظام درُست کر کے تم کو پیدا کیا۔ تم خود اپنی خلقت میں غور کرو تو حق تعالےٰ کی عجیب و غریب صنعت و قدرت کا سبق ملے گا۔ تمہاری اصل کیا تھی! ایک قطرۂ بے جان جس میں نہ حسّ و حرکت تھی نہ شعور و ارادہ۔ نہ وہ بات کرنے کے قابل تھا نہ اس لائق تھا کہ کسی معاملہ میں جھگڑ کر اپنا حق منوا وے یا دوسرں پر غالب آجائے، اب دیکھو حق تعالےٰ نے اُسی قطرۂ ناچیز کو کیا سے کیا بنا دیا۔ کیسی عجیب صورت عطا کی۔ اور کیسی اعلیٰ قوّتیں اور کمالات اس پر فائض کئے جو ایک حرف بولنے پر قادر نہ تھا۔ وہ کیسے لیکچر دینے لگا۔ جس میں ادنیٰ حسّ و حرکت نہ تھی۔ اب کسطرح بات بات میں جھگڑے کرنے اور حجّتیں نکالنے لگا۔ ... کہ بعض اوقات مخلوق سے گزر کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا۔ یہ بھی یاد نہ رکھا کہ میری اصل کیا تھی اور کیسے یہ طاقت حاصل ہوئی۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ
(جس کسی نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔

تفکّر فی النّفس

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۝
(پ ۲۶ ع ۱۸)۔

ترجمہ:- اور خود تمہارے اندر نشانیاں ہیں۔ سو کیا تم کو سُوجھتا نہیں۔

آفاقی و انفسی آیات میں غور کرنے سے یہ یقین بہ سہولت حاصل ہو سکتا ہے۔ انسان اگر خود اپنے اندر یا رُوئے زمین کے حالات میں غور و فکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہر نیک و بد عمل کی جزا سزا ضرور مل کر رہیگی جلد یا بدیر۔

کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اُس کو یُونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ اور امر و نہی کی کوئی قید اس پر نہ ہو گی؟ یا مرے پیچھے اُٹھایا نہ جائیگا اور سب نیک و بد کا حساب نہ لیں گے؟ بھلا انسان منی کے ایک قطرہ سے نہیں بنایا گیا، جو عورت کے رحم میں ٹپکی۔ پھر نُطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا۔ پھر اللہ نے اُسکی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنا دیا۔ اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوّتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفۂ بے جان سے انسان عاقل بن گیا۔ پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد دو جنسیں پیدا کیں۔ جن میں سے ہر قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جداگانہ ہیں۔

تم حیوانات کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہو اور وہ تم کو مع سامان و اسباب کے سخت اور کٹھن منزلیں طے کرا کر منزلِ مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔ ایسے ہی خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بھی کھلا ہُوا ہے۔ جس کی سمجھ سیدھی ہو گی

وہ دلائل و بصائر میں غور کرکے حق تعالٰے کی قدرت عظمت اور ہمہ صورت پر ایمان لائے گا۔ اور توحید و تقوٰی کی سیدھی راہ چل کر بے کھٹکے خدا تک پہنچ جائے گا۔ لیکن جس کی عقل سیدھی نہیں اسے سیدھی سڑک پر چلنے کی توفیق کہاں ہو سکتی ہے وہ ہمیشہ اہواء و اوہام کی پیچدار پگڈنڈیوں میں پڑا بھٹکتا رہے گا۔

تفکر فی النبات

انسان کو چاہیئے کہ نباتات کی طرف دیکھے ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل اور میوے اُگاتا رہتا ہے جن کی شکل وصورت، رنگ و بو، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں انہیں غور کرنے والوں کے لئے خدا کی قدرت کاملہ اور صنعت عزیبہ کا بڑا نشان ہے۔ کہ ایک زمین، ایک آفتاب، ایک ہوا اور ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھول پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

رات اور دن برابر ایک دوسرے کے پیچھے لگے چلے آتے ہیں تاکہ دُنیا کا کاروبار چلے۔ اور لوگ سکون و آرام حاصل کر سکیں۔ اسی طرح چاند سورج ایک معیّن نظام کے ماتحت نکلتے اور چھپتے رہتے ہیں۔ رات دن کی آمد و شد، اور شمس و قمر کے طلوع و غروب کے ساتھ انسانوں کے بیشمار فوائد وابستہ ہیں۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کے بغیر انسان کی زندگی محال ہے۔ خدا تعالٰی نے اپنے اقتدار کامل سے چاند، سورج اور کل ستاروں کو ادنٰی مزدوروں کی طرح ہمارے کام میں لگایا ہوا ہے۔ مجال نہیں کہ ذرا سستی یا سرتابی کر سکیں جس بلند و برتر ہستی نے آسمانی چیزوں کو تمہارے کام میں لگایا۔ اسی نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین میں مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کیں جو ماہیت، شکل وصورت، رنگ و بُو اور منافع و خواص میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔ انہیں سب حیوانات، نباتات، جمادات، بسائط و مرکبات شامل ہو گئے۔

ٹھاٹھیں مارنیوالے خوفناک سمندر کو بھی جس کے سامنے انسان ضعیف البنیان کی کچھ بساط نہیں تمہارے کام میں لگا دیا کہ اس میں بے تکلف مچھلی کا شکار کرکے نہایت لذیذ و تر و تازہ گوشت حاصل کرتے ہو اور اس کے بعض حصّوں میں سے موتی اور مونگا نکالتے ہو۔ جس کے قیمتی زیور تیار کئے جاتے ہیں۔ بھلا سمندر کی موجوں کو دیکھو جن کے سامنے بڑے بڑے جہازوں کی ایک تنکہ کے برابر حقیقت نہیں۔ لیکن ایک چھوٹی سی کشتی کس طرح ان موجوں کو چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہے۔ خدا تعالٰی کی قدرت کا نمونہ ہے۔ کہ اس نے انسان کو عقل دی اور ایسی چیزیں تیار کرنے

پینے کی ترکیب سجھائی۔ جن کے ذریعہ سے گویا سمندروں کو پایاب کر لیا گیا۔ جہازوں اور کشتیوں پر تجارتی مال لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں پہنچاتے ہو اور خدا کے فضل سے بڑی فراخ روزی حاصل کرتے ہو۔ پھر خدا کا احسان مان کر اُسکی نعمتوں کے شکر گزار رہو۔

خدا تعالٰی نے زمین پر بھاری پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین اپنی اضطرابی حرکت سے تم کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔ پہاڑ، چشمے، درخت، ریت کے ٹیلے غرض مختلف قسم کی علامتیں قائم کر دی ہیں۔ جن سے مسافروں کے قافلے ٹھیک راستہ کا سراغ نکال سکیں۔

تفکر فی الانعام

اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے۔ قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصّہ میں ایسی مشین لگا دی ہے جو غذا کے کچھ اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ (گوبر) کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر عروق میں پھیلا دیتی ہے۔ جو ان کی حیات و بقا کا سبب بنتا ہے۔ اور اسی مادہ میں سے جس کے بعض اجزا گوبر اور بعض خون بن گئے۔ ان دو گندی چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز دودھ تیار کرتی ہے جو نہایت پاک طیّب اور خوشگوار چیز ہے اس قسم کی چیزوں کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے خیال میں جو بڑی بڑی نعمتیں ہیں وہ سب خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ انسان کس طرح منعم حقیقی کے احسانات بھلا کر دُوسروں کا غلام بن جاتا ہے۔

شہد کی مکھی کی طرف دیکھو کہ اس کی فطرت ایسی بنائی جو باوجود ادنٰی حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑوں، درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہے۔ ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت رہ کر پوری فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ان کے سردار کو یعسوب کہا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ مکھیوں کا جلوس چلتا ہے۔ جب کسی جگہ مکان بناتی ہیں تو سب خانے مسدّس متساوی الاضلاع کی شکل پر ہوتے ہیں۔ بدوں مسطر و پرکار وغیرہ کے اس قدر صحت و انضباط کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ایک ہی شکل پر تمام خانوں کا رکھنا آدمی کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ فطرتاً اس کو ہدایت کی کہ اپنی خواہش اور استعداد مزاج

کے مناسب ہر قسم کے پھلوں اور میووں میں سے اپنی غذا حاصل کرے۔ چنانچہ مکھیاں اپنے چھتے سے نکل کر رنگ برنگ کے پھول پھل چوستی ہیں۔ جن سے شہد اور موم وغیرہ حاصل ہوتا ہے۔ غذا حاصل کرنے اور کھاپی کر چھتہ کی طرف واپس آنے کے راستے صاف کھلے پڑے ہیں کوئی روک ٹوک نہیں۔ مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے۔ سفید، سُرخ اور زرد۔ بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوائی میں شامل کرکے دیا جاتا ہے۔ جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔

قدرت کے بہت سے خارجی نشان بیان فرما کر انسان کو متنبّہ کرتے ہیں کہ خود اپنے اندرونی حالات میں غور کرے۔ وہ کچھ نہ تھا۔ خدا نے وجود بخشا۔ پھر موت بھیجی اور دی ہوئی زندگی واپس لے لی۔ یہ کچھ نہ کر سکا اور بعضوں کو موت سے پہلے ہی پیرانہ سالی کے ایسے درجہ میں پہنچا دیا۔ کہ ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہے۔ نہ ہاتھ پاؤں میں طاقت رہی۔ بالکل نکما ہو گیا۔ نہ کوئی بات سمجھتا ہے نہ سمجھی ہوئی یاد رکھ سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم و قدرت اُسی خالق و مالک کے خزانہ میں ہے۔ جب اور جس قدر چاہے دے اور جب چاہے واپس کرلے۔

اللہ کی تعریفیں لامتناہی اور غیر محدود ہیں

اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلم بنا لیں۔ اور موجودہ سمندر کی سیاہی تیار کی جائے۔ پھر پیچھے سے سات سمندر اور اُس کی مدد کو آجائیں اور فرض کرو کہ تمام مخلوق اپنی اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے تب بھی ان باتوں کو لکھ کر تمام نہ کر سکیں جو حق تعالٰے کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ لکھنے والوں کی عمریں تمام ہو جائیں گی۔ قلم گھِس گھِس کر ٹوٹ جائیں گے۔ سیاہی ختم ہو جائے گی۔ مگر اللہ کی تعریفیں اور اُس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی۔ بھلا محدود و متناہی قوتوں سے لامحدود اور غیر متناہی کا سرانجام کیونکر ہو۔

حق سبحانہ و تعالٰے نے سمندر جیسی مخلوق کو ایسا مسخّر کر دیا کہ تم بے تکلف اپنی کشتیاں اور جہاز اُس میں لئے پھرتے ہو۔ میلوں کی گہرائیوں کو پایاب کر رکھا ہے۔ بحری تجارت کرتے ہو۔ شکار کھیلتے ہو یا اس کی تہ میں سے موتی نکالتے ہو۔ یہ سب منافع اور فائدے حاصل کرتے وقت منعم حقیقی کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ بلکہ

زباں و دل اور قلب و قالب سے شکر ادا کرنا چاہیئے - خدا تعالیٰ نے اپنے حکم و قدرت سے سب کو تمہارے کام میں لگا دیا - اُسی کی مہربانی ہے - کہ ایسی عظیم الشان مخلوقات انسان کی خدمت گزاری میں لگی ہوئی ہے - آدمی دھیان کرے تو سمجھ سکتا ہے - کہ یہ چیز اس کے بس کی بات نہ تھی محض اللہ کے فضل اور اس کی قدرتِ کاملہ سے یہ اشیاء ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں - تو لامحالہ ہم کو بھی کسی کے کام میں لگنا چاہیئے وہ کام یہی ہے کہ اس منعمِ حقیقی اور محسن علی الاطلاق کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں اپنی چند روزہ زندگی کے لمحات صرف کر دیں - تاکہ آئندہ چل کر ہمارا انجام درست ہو -

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (پ ۲۵ ع ۱۸)

بے شک اس میں نشانیاں ہیں واسطے اُن لوگوں کے جو فکر کرتے ہیں -

تفکر فی القرآن

(۱):- لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ○ (پ ۲۸ ع ۶) -

ترجمہ :- اگر ہم اُتارتے یہ قرآن پہاڑ پر تو تُو دیکھ لیتا - کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے - اور یہ مثالیں ہم سُناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں -

یعنی مقام حسرت و افسوس ہے - کہ آدمی کے دل پر قرآن کا کچھ اثر نہ ہو - حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اُتارا جاتا - اور اس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا -

(۲):- یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے جس سے صاف معلوم ہو جائے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے - دیکھو اگر قرآن اللہ کا کلام نہ ہوتا - جیسا کہ کافر گمان کرتے ہیں - تو ضرور قرآن میں بہت سے مواقع میں طرح طرح کے اختلافات ملتے - دیکھو آدمی ہر حالت میں اسی حالت کے موافق کلام کرتا ہے جو حالت پیش ہوتی ہے دوسری حالت کا دھیان نہیں ہوتا - غصہ میں مہربانی والوں کا دھیان نہیں رہتا - مہربانی میں غصہ والوں کا - دُنیا کے بیان میں آخرت کا لحاظ نہ رہے ، اور آخرت کے بیان میں دنیا کا - بے پروائی میں عنایت کا ذکر نہیں اور عنایت میں بے پروائی کا - بالجملہ ایک حال کا کلام دوسرے حال کے کلام سے مختلف نظر آئے گا - لیکن قرآن شریف چونکہ خالق کا کلام ہے - یہاں ہر چیز کے بیان میں دوسری جانب بھی نظر رہتی ہے - غور و فہم سے معلوم ہوتا ہے - کہ قرآن میں ہر چیز کا بیان ہر مقام میں ایک انداز پر ہے -

(۳):- اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○ (پ ۲۶ ع ۷) -

ترجمہ :- کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں ، یا دلوں پر لگ رہے ہیں اُن کے قفل -

یعنی منافق قرآن میں غور نہیں کرتے یا اُن کی شرارتوں کی بدولت دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں - کہ نصیحت کے اندر جانے کا راستہ ہی نہیں رہا - اگر قرآن کے سمجھنے کی توفیق ملتی تو بآسانی سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی و اخروی فوائد ہیں -

مقصودِ تخلیق

لوگ دُنیوی زندگی کی ظاہری سطح کو جانتے ہیں - یہاں کی آسائش ، آرائش ، کھانا پینا ، پہننا ، اوڑھنا ، بونا ، جوتنا ، پیسہ کمانا ، مزے اُڑانا - بس یہی اُن کے علم و تحقیق کی انتہائی جولانگاہ ہے - اس کی خبر ہی نہیں - کہ اس زندگی کی تہ میں ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے - یہاں پہنچ کر اس دنیوی زندگی کے بھلے بُرے نتائج سامنے آئیں گے - ضروری نہیں کہ جو شخص یہاں خوشحال نظر آتا ہے وہاں بھی خوشحال رہے - بھلا آخرت کا معاملہ تو دُور رہے یہیں دیکھ لو کہ ایک شخص یا ایک قوم کبھی دُنیا میں عروج حاصل کر لیتی ہے لیکن اس کا آخری انجام ذلّت و ناکامی کے سوا کچھ نہیں ہوتا -

عالم کا اتنا زبردست نظام اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں پیدا کیا - کچھ اس سے مقصود ضرور ہے - وہ آخرت میں نظر آئے گا - ہاں یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہتا تو ایک بات تھی - لیکن اس کے تغیّرات و احوال میں غور کرنے سے پتہ لگتا ہے - کہ اس کی کوئی حد اور انتہا ضرور ہے - لہٰذا ایک وعدۂ مقرّرہ پر یہ عالم فنا ہوگا - اور دوسرا عالم اس کے نتیجہ کے طور پر قائم کیا جائیگا -

تفکّر انفسی

اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ (پ ۲۱ ع ۸) -

ترجمہ :- کیا دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں - کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے - سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرّر پر -

انسان کو نطفہ سے ، نطفہ کو انسان سے جانور کو بیضہ سے اور بیضہ کو جانور سے - مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے - اور زمین جب خشک ہو کر مر جاتی ہے - تو رحمت کے پانی سے پھر زندہ کر کے سرسبز و شاداب کر دیتا ہے - غرض موت و حیات حقیقی ہو یا مجازی ، حسّی ہو یا معنوی ، سب کی باگ اُسی کے ہاتھ میں ہے - پھر تم کو زندہ کر کے قبروں سے نکال کھڑا کرنا اس کے نزدیک کیا مشکل ہو گا - آدمؑ کو مٹی سے بنایا - پھر دیکھو قدرت نے اُسے کتنا پھیلایا - کہ ساری زمین پر اُس کی ذُرّیت چھا گئی اور زمین میں پھیل کر کیسی کیسی عجیب و غریب ہوشیاریاں اس مٹی کے پتلے نے دکھلائیں -

آدمؑ کے اندر ہی سے اس کا جوڑا امّاں حوّا نکالا - تاکہ اُس سے اُنس اور چین پکڑے اور مرد و عورت کے درمیان خاص قسم کی محبّت اور پیار رکھ دیا - تا کہ مقصود ازدواج حاصل ہو - چنانچہ دونوں کے میل جول سے نسل انسانی دُنیا میں پھیل گئی -

سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے بلا کر بسائے - پھر تمام رُوئے زمین پر اُن کو پھیلا دیا - سب کی جُدا جُدا بولیاں کر دیں - جس طرح ہر آدمی کی شکل و صورت اور رنگت وغیرہ دوسرے سے ممتاز ہے - اسی طرح آواز اور لب و لہجہ بھی الگ ہے -

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ ○ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ ○ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ ○ فَذَكِّرْ ۫ وقف اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ (پ ۳۰ ع ۱۳) - (باقی صہ پر)

اپیل

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ دسمبر ۱۹۶۰ء کی ۲ تا ۴ تاریخ کو منعقد ہو رہا ہے۔ فی الحقیقت انجمن حمایت اسلام لاہور کی قومی اور ملّی خدمات گو کسی رسمی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ تاہم اس کے کارہائے نمایاں کا مختصر خاکہ اور اس کے آئندہ عزائم، اسلام سے محبت رکھنے والے مخیّر حضرات کے ملاحظہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔ تاکہ وہ اس کے مقدس اغراض و مقاصد کی تکمیل کے سلسلے میں اس کی مالی امداد و اعانت فرما سکیں۔

مختصر تاریخ

چند مخلص بندگان خدا اور اسلامی درد دل رکھنے والے بزرگوں نے (خدا ان کی روحوں کو ابدی مسرت نصیب کرے) ۱۸۸۴ء میں انجمن کی بنیاد زنانہ یتیم خانہ (دار الشفقت) اور پرائمری سکول کے اجراء سے رکھی۔

موجودہ دائرہ عمل

ابتدا میں جہاں انجمن کے یتیم خانہ میں یتامیٰ کی تعداد چار اور طالبات کی تعداد سات تھی۔ وہاں آج بفضلہ تعالیٰ انجمن کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل ادارے چل رہے ہیں :۔

۱ :۔ دو مردانہ کالج برائے طلباء (مع دو ہوسٹلز) جنمیں تقریباً ۴۰۰۰ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۲ :۔ ایک زنانہ کالج برائے طالبات (مع ہوسٹل) جسمیں ۱۲۳۰ طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

۳ :۔ ایک طبیہ کالج برائے طلباء و طالبات (مع خیراتی شفاخانہ) جسمیں ۱۲۹ طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۴ :۔ چھ مردانہ ہائی سکول برائے طلباء جنمیں ۴۶۰۰ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۵ :۔ ایک زنانہ ہائی سکول (مع ایک زنانہ ایس وی ٹریننگ سنٹر و ہوسٹل) جسمیں تقریباً ۹۰۰ طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

۶ :۔ ایک جونیئر ماڈل سکول برائے طلباء و طالبات جسمیں ۷۰۰ سے اوپر طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۷ :۔ مردانہ دار الشفقت (یتیم خانہ) جس میں ۲۶۴ یتیمی پرورش پا رہے ہیں۔

۸ :۔ زنانہ دار الشفقت (یتیم خانہ) و دار الاقامہ بیوگان جس میں ۱۱۱ یتامیٰ و بیوگان پرورش پا رہے ہیں۔

۹ :۔ محکمہ بحالیات حکومت مغربی پاکستان نے یکم جنوری ۶۰ء سے ملّی دار الاطفال (جسمیں قوم کی لاوارث بچیاں اور بچے جو فسادات ۱۹۴۷ء میں بے یار و مددگار رہ گئے تھے۔ اور حکومت کی زیر نگرانی پرورش پا رہے تھے) انجمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اس طرح انجمن پر مزید ۱۰۷ بچیوں، ۳۲ لڑکوں اور ۴ بیواؤں کی نگہداشت کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔

۱۰ :۔ محکمہ نشر و تالیفات۔ اس کے زیر نگرانی ایک کتبخانہ اور ایک پریس قائم ہیں۔ کتبخانہ جہاں علمی ادبی دینی و نصابی کتب کی تالیف و اشاعت کرتا ہے۔ وہاں اس کا ایک معرکۃ الآراء کارنامہ فوٹو بلاکس میں چھپا ہوا ہر قسم کی غلطی سے بالکل مبرا قرآن مجید ہے جسمیں غلطی نکالنے کیلئے فی غلطی ایک اشرفی انعام مقرر ہے۔ کتبخانہ اور پریس کے علاوہ انجمن کا اپنا ہفتہ وار اخبار حمایت اسلام بھی ہے جسکے ذریعہ قارئین کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانے کے علاوہ ان میں جذبۂ عمل بھی پیدا کیا جاتا ہے اور ان کے اخلاق اور کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی سعی جمیل کی جاتی ہے۔

۱۱ :۔ کراچی میں بھی انجمن کی ایک شاخ قائم ہے جو برانچ آفس کراچی کمیٹی کے تحت سرگرم عمل ہے۔

مندرجہ بالا مقدس اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے انجمن کو سال ۶۱-۱۹۶۰ میں مبلغ ۳۸۵۶۰۸۴ روپے کا بجٹ منظور کرنا پڑا۔

آئندہ عزائم

موجودہ ادارہ جات میں دور حاضرہ کی ضروریات کے پیش نظر توسیع کے سلسلے میں مندرجہ ذیل عزائم کارکنان انجمن کے زیر غور ہیں۔

(۱) مردانہ و زنانہ کالجوں اور زنانہ ہائی سکول میں شعبۂ سائنس کی توسیع جس کا تخمینہ خرچ ۵ لاکھ سے زائد ہوگا۔ (۲) زنانہ اسلامیہ کالج میں شجاع الدین ہال کی تعمیر جسکا تخمینہ خرچ دو لاکھ روپے ہے (۳) مردانہ دار الشفقت کی موجودہ عمارت کی از سر نو تعمیر جسمیں ۱۰۰۰ یتامیٰ کی رہائش کا انتظام ہوگا۔ جس کا تخمینہ خرچ ۲۳ لاکھ روپے ہے۔ (۴) مردانہ دار الشفقت میں ایک ٹیکنیکل سکول جاری کرنا جس کا تخمینہ خرچ ۵ لاکھ روپے ہوگا۔ (۵) زنانہ دار الشفقت میں ووکیشنل ٹریننگ کلاسز کا اجراء جس پر تخمینہ خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوگا۔ (۶) کراچی میں کاشانہ اطفال (زنانہ یتیم خانہ) اور زنانہ سکول کا اجراء جنکے لئے تخمینہ خرچ دس لاکھ روپے ہوگا (۷) دار الامان (RESCUE HOMES) کا اجراء جس میں قوم کی ایسی بچیوں کی اصلاح کی جائے گی اور اُن کو دینی تعلیم دی جائے گی۔ جن کو بسا اوقات نامساعد حالات کی وجہ سے شریفانہ زندگی چھوڑ کر ایسے ماحول میں قدم رکھنا پڑتا ہے جو ذلّت و رسوائی سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس سکیم کا اندازہ خرچ ۵ لاکھ روپے ہے۔

(۸) : دار العلوم کا اجراء جسمیں طلباء کو اس طرح تبلیغ و اشاعت دین حقہ کے لئے تیار کیا جائے گا۔ کہ وہ عصر حاضر کی ضروریات پوری کریں۔ اندازہ خرچ ۵ لاکھ روپے ہوگا (۹) قرآن کریم کے ارزاں نرخ ایڈیشن کا شائع کرنا۔ تاکہ اصل لاگت پر ہی قرآن کریم کے نسخے ہر گھر ہر لائبریری اور ہر مسجد میں موجود ہوں۔ ابتدائی اندازہ خرچ دو لاکھ روپے ہوگا۔

انجمن کے موجودہ وسیع و عریض دائرہ کار کی بقا اور آئندہ عزائم متذکرہ بالا عزائم کی تکمیل کے سلسلے میں جنرل کونسل انجمن نے اپنے حالیہ اجلاس میں تجویز فرمایا ہے۔ کہ روزمرہ کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے چندہ فراہم کرنے کے علاوہ :۔

(۱) :۔ ریزرو فنڈ انجمن قائم کیا جاوے جس میں گرانقدر سرمایہ جمع ہو جانے پر اس سرمایہ کو غور و خوض کے بعد کسی ایسے کاروبار میں لگایا جائے جس کے منافع سے انجمن کے روزمرہ اخراجات میں امداد مل سکے۔ اس فنڈ کے اراکین کے لئے کم از کم ۱۰۰ روپے سالانہ چندہ مقرر کیا گیا ہے۔

(۲) :۔ مستقل امداد فنڈ کا قیام عمل میں لایا جاوے۔ اس فنڈ کے رکن ایسے اصحاب ہوں گے جو کم از کم ایک ہزار روپیہ سالانہ انجمن کو عطا فرمایا کریں۔ اور اُن کی تعداد کم از کم ایک ہزار ضرور ہونی چاہیئے۔

حرف مدّعا!

اپیل ہذا آپ جیسے مخیّر قوم اور ملک و ملّت کا درد رکھنے والے بزرگوار کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے گزارش ہے کہ انجمن کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جس کا ذکر اس اپیل کی ابتدا میں کیا گیا ہے آپ دل کھول کر عطیات عطا فرمائیں گے اور آپ مندرجہ بالا دو تجاویز کے سلسلے میں دونوں یا ان میں سے جس تجویز کو پسند فرمائیں۔ اس کے لئے اپنا عطیہ بنام آنریری فنانشل سیکرٹری انجمن حمایت اسلام برانڈرتھ روڈ لاہور ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہونے کے علاوہ کارپردازان انجمن کو بھی ممنون فرمائیں۔

الداعیـــــــــان الی الخیر

صدر :۔ مولوی غلام محی الدین خاں قصوری (ہلال خدمت) سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

آنریری سیکرٹریاں :۔ خواجہ غلام دستگیر ریٹائرڈ اکونٹس آفیسر۔ شیخ مقبول احمد ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔ خان ذو القرنین خان ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔

تعلیم الدین کو گھر گھر پہنچائیں۔

جناب محمد مقبول عالم صاحب بی، اے - لاہور

لیل و نہار

قرآنی آیات کی روشنی میں

لیل و نہار کا نظام اس دنیا پر اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانات میں سے ہے :-

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ

(۴۱ : ۳۷)

(اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن ہیں -)

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ٥ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰهَا ٥ (۹۱ : ۳-۴)-

(اور قسم ہے دن کی - جب وہ اس کو روشن کرے - اور رات کی جب وہ اس کو ڈھانپ لے -)

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ٥ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ٥ (۹۲ : ۱-۲)-

(رات کی قسم ہے جب وہ چھا جائے اور دن کی جب وہ روشن ہو جائے)-

رات اور دن کے پیدا ہونے کے نظام کی تفصیل :-

زمین، سورج اور چاند اپنے اپنے مدار میں حرکت کر رہے ہیں - (زمین اپنے مدار پر اس طرح قائم ہے - کہ اس کا محور مدار پر عمود سے ہٹا ہوا ہے -)

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ٥ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ٥ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ٥ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ٥ (۳۶ : ۳۷-۴۰)

(اور ایک نشان ان کے لئے رات ہے - اس سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تب وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں - اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے - یہ غالب علم والے کا اندازہ ہے - اور چاند کے لئے ہم نے کئی منزلیں مقرر کر دی ہیں - یہانتک کہ وہ پھر کھجور کی پرانی سوکھی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے - نہ سورج کو حاصل ہے کہ چاند کی غایت کو پہنچے - اور نہ رات دن سے آگے نکلنے والی ہے - اور سب اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں -)

اگر اللہ تعالیٰ مدار عرضی کو اس طرح قائم کرتے - کہ کرہ زمین پر ایک طرف دائمی دن اور دوسری طرف دائمی رات ہوتی تو شب و روز کی موجودہ تبدیلیاں کون پیدا کر سکتا تھا ؟

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ٥ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِلَیْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِیْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ٥

(۲۸ : ۷۱ - ۷۲)-

(کہہ دو ! بھلا یہ تو بتاؤ - اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک رات ہی رہنے دے - تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے - جو تمہارے لئے روشنی لائے - کیا تم سنتے نہیں ہو - کہہ دو ! بھلا یہ تو بتاؤ - اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے - تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے - جو تمہارے لئے رات لائے - جس میں آرام پاؤ - کیا تم دیکھتے نہیں ہو -)

لیل و نہار کے نظام میں اُن لوگوں کے لئے نشانات ہیں - جو عقل رکھتے ہیں - اور اللہ سے ڈرتے ہیں -

وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ٥ (۴۵ : ۵)-

(اور رات اور دن کے بدل کر آنے میں اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے رزق (پانی) نازل کیا - پھر اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ کیا - اور ہواؤں کے بدل کر لانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں)-

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ٥ (۱۰ : ۶)

(رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو چیزیں اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں - ان میں اُن لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو ڈرتے ہیں -)

لیل و نہار کے نظام اور ان کی تبدیلیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے -

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ

(۲۱ : ۳۳)-

(اور وہی ہے جس نے رات اور دن بنائے)

یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ (۲۴ : ۴۴)

(اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے)

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؕ

(۲۳ : ۸۰)-

(اور رات اور دن کا بدلنا اُسی کے اختیار میں ہے)-

لیل و نہار کا نظام انسانوں کے فائدے کی خاطر پیدا کیا گیا ہے :-

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ٥ (۱۴ : ۳۳ و ۱۶ : ۱۲)-

(اور رات اور دن کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے)-

لیل و نہار کے نظام میں انسانوں اور دیگر جانداروں کے بیشمار فائدے ہیں - ایک یہ کہ وہ رات کو سوتے اور دن بھر کی تھکن سے آرام پاتے ہیں - اور دن کو تلاش رزق کرتے اور سامان معیشت مہیا کرتے ہیں - رات اور دن کے آنے جانے سے وقت کا شمار بھی ہوتا ہے - اور ہفتوں، مہینوں اور برسوں کا حساب معلوم ہوتا ہے -

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ٥ (۴۰ : ۶۱)-

(اللہ ہی ہے - جس نے تمہارے لئے رات بنائی - تاکہ تم اس میں آرام کرو - اور دن کو ہر چیز دکھانے والا بنایا - بے شک اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے - لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے -)

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ - ٥

(وہی تو ہے - جس نے تمہارے لئے رات بنائی - تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن دکھلانے والا بنایا - بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں - جو سنتے ہیں)

اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ٥ (۲۷ : ۸۶)

(کیا نہیں دیکھتے۔ کہ ہم نے رات بنائی۔ تاکہ اس میں چین حاصل کریں۔ اور دیکھنے کو دن بنایا۔ البتہ اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔)

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّہَارِ وَابْتِغَآؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ٥ (۳۰ : ۲۳)۔

(اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا ہے۔ بے شک اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔)

وَجَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًا ٥ وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ٥ وَّجَعَلْنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ٥ (۷۸ : ۹ - ۱۱)۔

(اور تمہاری نیند کو راحت کا باعث بنایا۔ اور رات کو پردہ پوش بنایا۔ اور دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا)۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ٥ (۶ : ۹۶)۔

(وہ صبح کو پھاڑ کر نکالنے والا ہے اور اس نے آرام کے لئے رات بنائی ہے اُسی نے چاند اور سورج کا حساب مقرّر کیا ہے۔ یہ غالب جاننے والے کا اندازہ ہے۔)

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّہَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَآ اٰیَۃَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَآ اٰیَۃَ النَّہَارِ مُبْصِرَۃً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ط وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰہُ تَفْصِیْلًا ٥ (۱۷ : ۱۲)۔

(اور ہم نے رات اور دن کے دو نمونے بنا دیئے۔ پھر رات کے نمونے کو دھندلا کر دیا۔ اور دن کا نمونہ نظر آنے کے لئے روشن کر دیا۔ تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لو۔ اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل بیان کر دی ہے۔)

رات پردے کا کام بھی دیتی ہے:۔

وَ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّہَارَ نُشُوْرًا (۲۵ : ۴۷)

(اور وہی ہے۔ جس نے تمہارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو راحت بنا دیا۔ اور دن چلنے پھرنے کے لئے بنایا)۔

رات اور دن کے اوقات گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ اور اُن کی مقدار اللہ تعالیٰ ہی مقرّر کرتا ہے۔

وَ اللّٰہُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَ النَّہَارَ ط (۷۳ : ۲۰)۔

(اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ ایک موسم میں دن کی کچھ ساعتیں رات میں بڑھا کر راتیں لمبی کر دیتا ہے۔ اور دوسرے موسم میں رات کی چند ساعتیں دن پر اضافہ کر کے دنوں کو لمبا کر دیتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَ یُوْلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیْلِ ٥ (۳۱ : ۲۹)۔

(کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔)

زمین کی یومیہ حرکت کے سبب سے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہتے ہیں اور اس طرح یہ نظام چل رہا ہے:

وَ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّہَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا ٥ (۲۵ : ۶۲)

(اور وہی ہے۔ جس نے رات اور دن یکے بعد دیگرے آنے والے بنائے۔ یہ اس کے لئے ہے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔)

لیل و نہار کے اس بے نظیر نظام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اور شکر کی صورت یہ ہے۔ کہ دن رات کے اوقات کو اچھے کاموں میں صرف کیا جائے۔ جن سے دُنیوی اور اُخروی فوائد حاصل ہوں۔ نہ یہ کہ وقت بیکار رہ کر یا غیرمفید کاموں میں ضائع کر کے نقصان اُٹھایا جائے۔

وَالْعَصْرِ ٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ٥ (۱۰۳ : ۱ - ۲)۔

(گزرتا ہوا زمانہ گواہ ہے۔ کہ انسان گھاٹے میں ہے۔)

غرض دن رات کا نظام آنکھوں والوں کے لئے عبرت ہے:۔

یُقَلِّبُ اللّٰہُ الَّیْلَ وَ النَّہَارَ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ٥ (۲۴ : ۴۴)

(اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لئے عبرت ہے)۔

لیل و نہار کا نظام لوگوں کے لئے جدّ و جہد کا سامان مہیّا کرتا ہے۔ اب اُن کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کی قدر کریں۔

وَ مِنْ رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَ النَّہَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ٥ (۲۸ : ۷۳)۔

(اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا۔ تاکہ تم اس میں آرام پاؤ۔ اور اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ۔

دردمندانہ اپیل

حلقہ قریشی (ضلع مظفر گڑھ) و گرد و نواح کے ایک ہزار مربع میل وسیع پسماندہ دُور اُفتادہ علاقہ میں مذہبی تعلیم و تبلیغ اور اشاعتِ دین ورفاہی خدمات کے لئے زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد عبدالمالک صاحب نقشبندی دامت برکاتہم قائم شدہ انجمن خدام الاسلام کے زیر اہتمام چوک تھانہ قریشی کے اہم مرکزی پُررونق مقام پر عظیم دینی درسگاہ مدرسہ اسلامیہ انوار القرآن جاری کیا ہے۔ ساتھ ہی ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر ہو رہی ہے۔ اور تمام علاقہ میں مدارس قرآنی کھول کر مذہبی لٹریچر کی اشاعت و مفت تقسیم اور تبلیغ کے ذریعہ دینی تعلیم کو عام کرنا۔ عوام غربا کے مفت علاج کی خاطر خیراتی شفاخانہ اور وسیع و کشادہ عیدگاہ کی تعمیر بھی انجمن کے عزائم میں ہے اس منصوبہ کو پورا کرنے کیلئے کافی روپیہ کی ضرورت ہے جس کے لئے دردمند حضرات کی خدمت میں فوری امداد کر نیکی اپیل عرض ہے براہِ ثواب و توشہ آخرت دل کھول کر اپنے عطیات صدقات، زکوٰۃ ارسال فرما کر اس کارِ خیر میں امداد فرماویں مدرسہ مذکور کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۳ر - ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ر ۴ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو ہو رہا ہے جسمیں مشائخ عظام اور جید علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔ العارض عبدالرحمٰن مہتمم مدرسہ

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

نیکیوں میں پیشقدمی

انسان دُنیا کے کاموں میں جیسے گرمجوشی سے حصّہ لیتا ہے، کم ازکم اتنا ہی اسے نیک کاموں میں بھی ضرور دلچسپی لینا چاہیئے۔ کیونکہ اُس جہان میں کام آنے والی پونجی صرف نیکیوں کا سرمایہ ہی ہے۔ مرنے کے بعد انسان افسوس کرے گا کہ کاش میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا سرمایہ چار روزہ زندگی میں جمع کر لیتا۔ ہماری ہدایت کے لئے اللہ نے فرمایا:۔

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

(المائدہ آیت ۴۸۔ ع ۷)۔

ترجمہ:۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اُتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ تو ان پر اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اُتارا ہے۔ جو حق تیرے پاس آیا ہے۔ اس سے منہ موڑ کر اُن کی خواہش کی پیروی نہ کر۔ ہم نے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرّر کر دی ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمّت کر دیتا۔ لیکن وہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمانا چاہتا ہے۔ لہٰذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم سب کو اللہ کے پاس پہنچنا ہے۔ پھر تمہیں جتائے گا۔ جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔

حاصل یہ نکلا کہ

(۱) قرآن پاک سچی کتاب ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے سب لوگوں کی ہدایت کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔!

(۲)۔ قرآن اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اس سے پہلے بھی آسمانی کتابیں آ چکی ہیں۔ مثلاً توراۃ، انجیل، زبور۔

(۳)۔ قرآن ان کتابوں کے مضامین پر نگہبانی کرنے والا ہے۔ بقول حضرت مولانا عثمانیؒ مُهَيْمِنًا کے کئی معنے بیان کئے گئے ہیں۔ امین۔ غالب حاکم۔ محافظ و نگہبان۔ اور ہر معنیٰ کے اعتبار سے قرآن کریم کا کتب سابقہ کے لئے مہیمن ہونا صحیح ہے۔ خدا کی جو امانت توراۃ و انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں ودیعت کی گئی تھی وہ مع شئی زائد قرآن میں محفوظ ہے۔ جس میں کوئی خیانت نہیں ہوئی۔ اور بعض فروعی چیزیں اُن کتابوں میں اُس زمانہ یا اُن مخصوص مخاطبین کے حسب حال تھیں۔ ان کو قرآن نے منسوخ کر دیا۔ جو حقائق ناتمام تھیں۔ اُن کی پوری تکمیل فرما دی۔ اور جو حصّہ اس وقت کے اعتبار سے غیر مہم تھا، اُسے بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔

(۴)؛۔ اہلِ کتاب کے فیصلے قرآن کے احکام کے موافق کریں۔

(۵)؛ قرآن کے احکام کو چھوڑ کر ان کی خواہشات پر عمل نہ کیا جائے۔ یہودیوں کے کچھ عالم اور بڑے آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اگر ایک مقدمہ کا فیصلہ ہماری خواہش کے مطابق کیا جائے۔ تو ہم آپؐ کی اتباع کرنے کو تیار ہیں۔ آپؐ نے ان کی اس غلط خواہش کو رد کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ملا۔ کہ آئندہ بھی سب فیصلے شریعت کے ہونے چاہئیں۔ کسی کی غیر شرعی رائے کو دخل انداز نہ ہونے دینا چاہیئے۔

(۶)؛ اس سے پہلے ہر امت کے لئے ایک شریعت اور واضح راہ اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائی تھی۔ اب سب انسانوں کے لئے ایک ہی دستور اور طریقہ مقرّر فرما دیا جو قرآن کریم اور اس کی عملی شرح (حدیث شریف) کی شکل میں سب انسانوں کی رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

(۷)؛ اللہ بندوں کو آزمانا چاہتا ہے۔ کہ کیا وہ اختلاف وغیرہ چھوڑ کر اس آخری بین الاقوامی (INTERNATIONAL) قانون یعنی قرآن سنت پر چلتے ہیں یا کہ نہیں۔

(۸)؛ نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اول اپنے عقائد قرآن و حدیث کے مطابق درست کر کے ہر عمل قرآن و سنّت کی روشنی میں کرو۔ سب اوامر و نواہی پر کاربند ہو جاؤ۔ اس طریقہ سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

(۹)؛۔ ایک دن مرو گے۔ اللہ کے دربار میں حاضر ہو گے۔ حساب و کتاب ہو گا۔ دین کی باتوں میں فضول موشگافیاں کر کے جو اعراض کا پہلو نکالتے ہیں۔ اس دن ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گا۔

قرآن کے وارث

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

(فاطر آیت ۳۱۔ ۳۲۔ ع ۴)۔

ترجمہ:۔ اور وہ کتاب جو ہم نے آپؐ کی طرف وحی کی ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ اس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے آ چکی ہے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا۔ جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چُن لیا۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے میانہ رَو ہیں۔ اور بعض اُن میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ یہی تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

"یعنی بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے۔ ٹھیک موقع پر یہ کتاب اُتاری"۔

"یعنی پیغمبرؐ کے بعد اس کتاب کا

وارث اس امّت کو بنایا جو بہیأت مجموعی تمام اُمتوں سے بہتر و برتر ہے۔ ہاں امت کے سب افراد یکساں نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں۔ جو باوجود ایمان صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (یہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سے رہتے ہیں۔ نہ گناہوں میں منہمک، نہ بڑے بزرگ اور ولی۔ (ان کو مقتصد فرمایا)۔ اور ایک وہ کامل بندے جو اللہ کے فضل سے آگے بڑھ بڑھ کر نیکیاں سمیٹتے اور تحصیل کمال میں مقتصدین سے آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے اور گناہ کے خوف سے مکروہ تنزیہی بلکہ بعض مباحات تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور فضیلت تو ان کو ہے۔ ویسے چنے ہوئے بندوں میں ایک حیثیت سے سب کو شمار کیا۔ کیونکہ درجہ بدرجہ بہشتی سب ہیں۔ گنہگار بھی اگر مومن ہے۔ تو بہر حال کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں جائے گا۔ حدیث میں فرمایا۔ کہ ہمارا گنہگار معاف ہے۔ یعنی آخر کار معافی ملے گی۔ اور میانہ رو سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے۔ اللہ کریم ہے۔ اس کے یہاں بخل نہیں۔"

اب اپنا جائزہ لیجئے۔ کہ آپ کا شمار کس طبقہ کے بندوں میں ہے۔ یاد رہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے آپ کو قرآن کا وارث بنایا ہے۔ آپ کو اقوام عالم میں انتخاب فرمایا ہے۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور قرآن و سنّت کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ بلکہ ہر وقت اس کوشش میں لگے رہو۔ کہ نیکیوں میں آگے نکل جاؤ۔ یہی نیک بختی کی علامت ہے۔

نیک بختوں کے خصائل

(۱) :۔ لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ۖ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ (سورة آل عمران آیت ۱۱۳-۱۱۴-ع ۱۲)۔

ترجمہ:۔ یہ سب برابر نہیں۔ اہل کتاب سے ایک فرقہ سیدھے راہ پر ہے۔ وہ رات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں۔ اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اچھی بات کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔ اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں۔ اور وہی لوگ نیک بخت ہیں۔

یہ خصائل اہل کتاب میں سے ان حضرات کے ہیں۔ جو ایمان لے آئے تھے۔ جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی۔ یہ:۔

(۱) :۔ دینِ حق اسلام پر قائم ہیں۔
(۲) :۔ رات کے وقت قرآن پڑھتے ہیں۔
(۳) :۔ نماز بھی پڑھتے ہیں۔
(۴) :۔ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔
(۵) :۔ دوسروں کو نیک کام بتلاتے ہیں۔
(۶) :۔ دوسروں کو بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔
(۷) :۔ ان کی توجہ رات دن نیک کاموں کی طرف ہے۔

۲ :۔ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ (المومنون آیت ۵۷-۶۱)

ترجمہ:۔ بے شک جو اپنے رب کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں۔ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں۔ اور اُن کے دل اس سے ڈرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور وہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ:۔

(۱) :۔ مومن نیکی کرتے رہتے ہیں۔ مگر اللہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہتے ہیں۔
(۲) :۔ قرآن پاک کے سب حکموں کو برحق مانتے ہیں۔ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے بعد عمل کرنا بھی ضروری ہے۔
(۳) :۔ شرک نہیں کرتے۔ نیک عمل خالص اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔
(۴) :۔ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ مگر مغرور نہیں ہوتے۔ کھٹکا لگا رہتا ہے۔ کہ کیا خیر اللہ تعالےٰ نے قبول فرمایا یا نہیں۔
(۵) :۔ بھلائیاں دوڑ دوڑ کر کرتے ہیں۔ ہر بھلے کام میں ہمت سے لگ جاتے ہیں۔ نیکیاں حاصل کرنے میں تھکتے نہیں۔ بے دل ہو کر نیک کام چھوڑتے نہیں۔ ہمیشہ نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں۔

نیکیوں کی طرف دوڑو

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (البقرہ آیت ۱۴۸ ع ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور ہر ایک کے لئے ایک طرف ہے۔ جس طرف وہ منہ کرتا ہے۔ پس تم نیکیوں کی طرف دوڑو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے۔ تم سب کو اللہ سمیٹ لے آئے گا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

"ہر مذہب والے شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے۔ جس کی طرف وہ عبادت میں منہ کرتا رہا ہے۔ چونکہ شریعت محمدیہ بھی ایک مستقل دین ہے۔ اس کا قبلہ بھی ایک خاص ہو گیا۔ جب حکمت سب پر ظاہر ہو چکی۔ سو مسلمانو تم اب اس بحث کو چھوڑ کر اپنے دین کے نیک کاموں میں لگ جاؤ۔ کیونکہ ایک روز اپنے مالک سے سابقہ پڑتا ہے۔ چنانچہ تم خواہ کہیں بھی ہو گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ تم سب کو اپنے اجلاس میں حاضر کر دیں گے اس وقت نیکیوں پر جزا اور بد اعمال پر سزا ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔" (بیان القرآن)

نیکیوں کی کامیابی

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (التوبہ آیت ۸۸-ع ۱۲)۔

ترجمہ:۔ لیکن رسول اور جو لوگ آپ کے ساتھ ایمان والے ہیں۔ وہ اپنے جانوں اور مالوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں۔ اور وہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

دینِ حق کی خاطر جہاد کرنے والے حضرات جو اپنے مال اور جان قربان کرتے ہیں۔ ہر طرح کی بھلائیاں ان کے لئے

ہیں۔ دنیا کی کامیابی اور آخرت کی کامیابی ان کے سمجھنے میں آئی ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے مبارک حالات ہمارے سامنے موجود ہیں کہ کس طرح ان حضرات نے دین کی خاطر جان و مال کی قربانیاں کیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔!

حدیث:۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ای العمل افضل قال ایمان باللہ و رسولہ قیل ماذا قال الجہاد فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا قال حج مبرور۔ (ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ایمان لانا اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر۔ پوچھا گیا۔ اس کے بعد؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا۔ اس کے بعد۔ فرمایا حج مبرور۔

انبیاء علیہم السّلام کا مسلک

حضرت انبیاء علیہم السلام کا مسلک یہ تھا۔ کہ خود نیک اعمال بجا لاتے تھے اور اپنی امت کو ان اعمال کے بجا لانے کی تلقین کرتے تھے:۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۷۳-ع ۵)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے راہنمائی کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انہیں کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔

یہ آیت حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ علیہم السلام کے بارے میں ہے۔

حضرت مولینا عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔ یعنی ایسے کامل تھے۔ کہ دوسروں کی تکمیل بھی کرتے تھے۔ اُن کی طرف وحی بھیجی۔ جس میں ان امور کی تاکید تھی۔ یہ اُن کا کمال علمی ہوا۔

یعنی شب و روز ہماری بندگی میں لگے رہتے تھے۔ کسی دوسری طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ یہ ہی انبیاء کی شان ہوتی ہے۔ کہ ان کا ہر کام خدا کی بندگی کا پہلو لئے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ عملی کمال ہوا۔"

ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ قرآن و سنّت کا علم حاصل کریں۔ اور ان کے احکام پر عمل کریں۔ اس طرح علمی اور عملی دونوں پہلو دُرست رکھیں۔

ہمیں بھی (۱) نماز قائم کرنے کا بار بار حکم ملا ہے۔ (۲) زکوٰۃ کی بھی بار بار تاکید آئی ہے۔ (۳) نیک کام کرنے کا حکم ملا ہے اور (۴) صرف ایک اللہ کی بندگی کرنے اور شرک سے دُور رہنے کا حکم ملا ہے۔ ہمیں ان احکام پر پورا پورا عمل کرنا چاہیئے۔

بقیہ

حضرت خبیبؓ اور نماز

(صفحہ ۱۹ سے آگے)

اور بچہ ان کے پاس۔ یہ دیکھ کر گھبرائے۔ خبیب نے فرمایا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ میں بچے کو قتل کر دوں گا۔ ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد اُن کو حرم سے باہر لایا گیا۔ اور سُولی پر لٹکانے کے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا۔ کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے اتنی مہلت دی جائے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہٗ کی ملاقات قریب ہے۔ چنانچہ مُہلت دی گئی۔ انہوں نے دو رکعتیں نہایت اطمینان سے پڑھیں اور پھر فرمایا۔ کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر کی وجہ سے دیر کر رہا ہوں۔ تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد سُولی پر لٹکا دیئے گئے۔ تو انہوں نے دعا کی۔ یا اللہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ جو تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا آخری سلام پہنچا دے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اسی وقت سلام پہنچایا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ وعلیکم السلام یا خبیبؓ۔ اور ساتھیوں کو اطلاع فرمائی کہ خبیب کو قریش نے قتل کر دیا۔ حضرت خبیبؓ کو جب سُولی پر چڑھایا گیا تو چالیس کافروں نے نیزے لے کر چاروں طرف سے اُن پر حملہ کیا اور بدن کو چھلنی کر دیا۔ اس وقت کسی نے قسم دے کر یہ بھی پوچھا۔ کہ تم یہ پسند کرتے ہو۔ کہ تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیں۔ اور تم کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے فرمایا واللہ العظیم مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے فدیہ میں ایک کانٹا بھی حضورؐ کو چبھے (فتح اسلام)۔

ف:۔ ویسے تو ان قصّوں کا ہر ہر لفظ عبرت ہے۔ لیکن اس قصّے میں دو چیزیں خاص طور سے قابلِ قدر اور قابل عبرت ہیں۔ ایک ان حضرات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبّت۔ کہ اپنی جان جائے اور اس کے بدلے میں اتنا لفظ بھی کہنا گوارا نہیں کہ حضورؐ کو کسی قسم کی معمولی سی تکلیف بھی پہنچ جائے۔ اس لئے۔ کہ حضرت خبیبؓ سے صرف زبان سے ہی کہلانا چاہتے تھے۔ ورنہ بدلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے پر تو ان کفار کو قدرت بھی نہ تھی۔ دوسری چیز نماز کی عظمت اور اس کا شغف کہ ایسے آخری وقت میں عام طور سے بیوی بچّوں کو آدمی یاد کرتا ہے، صورت دیکھنا چاہتا ہے، پیام و سلام کہتا ہے۔ مگر ان حضرات کو پیام و سلام دینا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آخری تمنّا ہے۔ دو رکعت نماز کی۔

حضرت خبیب رضؓ اور نماز

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ۔ مظاہر علوم (سہارن پور)

اُحد کی لڑائی میں جو کافر مارے گئے تھے، ان کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زور پر تھا۔ سلافہ نے جس کے دو بیٹے لڑائی میں مارے گئے تھے منّت مانی تھی کہ اگر عاصم کا (جنھوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا) سر ہاتھ آ جائے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اس لئے اس نے اعلان کیا تھا کہ جو عاصم کا سر لائے گا اس کو سو اُونٹ انعام دوں گی۔ سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ ان کا سر لانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس نے عضل وقارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منوّرہ بھیجا۔ ان لوگوں نے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تعلیم و تبلیغ کے لئے اپنے ساتھ چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی اور حضرت عاصم کو بھی ساتھ بھیجنے کی درخواست کی کہ ان کا وعظ پسندیدہ تبلایا۔ چنانچہ حضورؐ نے دس آدمیوں کو اور بعض روایات میں چھ آدمیوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ جن میں حضرت عاصم بھی تھے۔ راستے میں جا کر ان لے جانے والوں نے بدعہدی کی اور دشمنوں کو مقابلے کے لئے بُلایا جو دو سو آدمی تھے اور ان میں سے سو آدمی بہت مشہور تیر انداز تھے اور بعض روایات میں ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان حضرات کو مکّہ والوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ راستے میں بنو لحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہُوا۔ یہ مختصر جماعت دس آدمیوں کی یا چھ آدمیوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فدفد تھا، چڑھ گئی۔ کفّار نے کہا کہ ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے صرف اہلِ مکّہ سے تمہارے بدلے میں کچھ مال لینا چاہتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ آ جاؤ ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتے۔ اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔ جب تیر ختم ہو گئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔ حضرت عاصم نے ساتھیوں سے جوش میں کہا کہ تم سے دھوکا کیا گیا مگر گھبرانے کی بات نہیں، شہادت کو غنیمت سمجھو۔ تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہے اور جنّت کی حُوریں تمہاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ مقابلوں کا مجمع کثیر تھا آخر شہید ہو گئے اور دُعا کی کہ یا اللہ اپنے رسُول کو ہمارے قصّے کی خبر کر دے چنانچہ یہ دُعا قبول ہوئی۔ اور اسی وقت اس واقعہ کا علم حضورؐ کو ہو گیا اور چونکہ عاصم یہ بھی سُن چکے تھے کہ سلافہ نے میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منّت مانی ہے۔ اس لئے مرتے وقت دُعا کی کہ یا اللہ میرا سر تیرے راستے میں کاٹا جا رہا ہے، تو ہی اس کا محافظ ہے۔ وہ دُعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا اور بعض روایتوں میں بھڑوں کا ایک غول بھیج دیا۔ جنھوں نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کافروں کو خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اُڑ جائینگی تو سر کاٹ لیں گے۔ مگر رات کو ایک بارش کی رَو آئی اور ان کی نعش کو بہا کر لے گئی۔ اسی طرح سات آدمی یا تین آدمی شہید ہو گئے۔ غرض تین باقی رہ گئے حضرت خبیبؓ اور زید بن وثنہ اور عبداللہ بن طارق ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ تم نیچے آ جاؤ، ہم تم سے بدعہدی نہ کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اُتر آئے اور نیچے اُترنے پر کفّار نے ان کی کمانوں کی تانت اُتار کر ان کی مشکیں باندھیں۔ حضرت عبداللہ بن طارق رضؓ نے فرمایا: یہ پہلی بدعہدی ہے، میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا۔ ان شہید ہونے والوں کا اقتدا ہی مجھے پسند ہے۔ انھوں نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا۔ مگر یہ نہ ٹلے، تو ان لوگوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ صرف دو حضرات ان کے ساتھ رہے۔ جن کو لے جا کر ان لوگوں نے مکّے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک حضرت زید بن وثنہ جن کو صفوان بن امیّہ نے پچاس اونٹوں کے بدلے میں خریدا۔ تاکہ اپنے باپ امیّہ کے بدلے قتل کرے۔ دُوسرے حضرت خبیبؓ جن کو حجیر بن ابی اہاب نے سو اُونٹ کے بدلے میں خریدا تاکہ اپنے باپ کے بدلے میں ان کو قتل کرے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا کہ انھوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زید کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جائیں۔ اس کا تماشہ دیکھنے کے واسطے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ جن میں ابو سفیان بھی تھا۔ اس نے حضرت زیدؓ سے شہادت کے وقت پُوچھا۔ اے زید! تجھ کو خدا کی قسم سچ کہنا کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی گردن تیرے بدلے میں مار دی جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ تو اپنے اہل و عیال میں خوش و خرّم رہے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا "خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاں ہیں وہیں ان کے ایک کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر آرام سے رہیں۔ یہ جواب سُن کر قریش حیران رہ گئے۔ ابو سفیان نے کہا کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے ساتھیوں کی جتنی ان سے محبّت دیکھی اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی۔ اس کے بعد حضرت زیدؓ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت خبیبؓ ایک عرصے تک قید رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہو گئیں کہتی ہیں کہ جب خبیبؓ ہم لوگوں کی قید میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ خبیبؓ ایک دن انگور کا بہت بڑا خوشہ آدمی کے سر کے برابر لئے ہوئے کھا رہے تھے اور مکّے میں اس وقت انگور بالکل نہیں تھا۔ وہی کہتی ہیں کہ جب ان کے قتل کا وقت قریب آیا تو اُنھوں نے صفائی کے لئے اُسترا مانگا۔ وہ دے دیا گیا۔ اتّفاق سے ایک کمسن بچّہ اس وقت خبیب کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے ——— دیکھا کہ اُسترا ان کے ہاتھ میں ہے (بقیہ برصفحہ ۱۸)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ۲۷/۲۴۸ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔